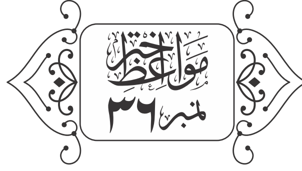


پردہ عورت کی عزت کا ضامن

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ادارۂ تالیفاتِ اختریہ
hazratmeersahib.com



پردہ
عورت کی عزت کا ضامن

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مُجدّدِ زمانہ

حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

اِدارہ تالیفاتِ اختریہ

بی ۳۸، سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی، گلستانِ جوہر بلاک نمبر ۱۲ کراچی
www.hazratmeersahib.com

بہ فیضِ صحبتِ ابرارؔ یہ دردِ محبّت ہے
محبّت تیرا صدقہ ہے ثمر ہے تیرے نازوں کے

بہ اُمّیدِ نصیحت دوستو اِس کی اشاعت ہے
جو مَیں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

یہ انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اپنی حیاتِ مبارکہ میں اپنی جملہ تصانیف پر تحریر فرمایا کرتے تھے۔

احقر کی جملہ تصانیف و تالیفات

مرشدنا و مولانا محی السنۃ حضرت اقدس شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرت اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

احقر محمد اختر عفا اللہ تعالیٰ عنہ

ضروری تفصیل

نامِ وعظ: پردہ عورت کی عزت کا ضامن

نامِ واعظ: محبی ومحبوبی مرشدی ومولائی سراج المِلّت والدِّین شیخ العرب والعجم عارف باللہ قطب زماں مجددِ دوراں حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ وعظ: ۸ شوال المکرم ۱۴۰۷ھ مطابق ۵ جون ۱۹۸۷ء بروز جمعۃ المبارک؛ اور ۱۲ اگست ۱۹۹۱ء بعد فجر

مقام: مسجدِ اشرف، گلشنِ اقبال کراچی

موضوع: بے پردگی کے نقصانات، صحبتِ اہل اللہ کی اہمیت

مرتب: حضرت اقدس سید عشرت جمیل میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ
خادمِ خاص وخلیفہ مجازِ بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ

اشاعتِ اوّل: ۱۲ محرم ۱۴۳۶ھ مطابق ۵ نومبر ۲۰۱۴ء

اشاعتِ دوم: محرم ۱۴۳۸ھ مطابق اکتوبر ۲۰۱۶ء

ناشر: اِدارۂ تالیفاتِ اختریہ
بی ۳۸، سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی، گلستانِ جوہر بلاک نمبر ۱۲ کراچی



فہرست

عنوانات **صفحہ نمبر**

اللہ والوں سے نفرت وعداوت رکھنے والوں کی مثال.................................۶
اہل اللہ سے بدگمانی، بدبختی کی علامت ہے.................................۷
قلبِ سلیم رکھنے والے پر حقائق منکشف ہوجاتے ہیں.................................۸
صفت اَلْعَزِیْزُ کے ساتھ اَلْعَلِیْمُ نازل کرنے کا ربط.................................۹
اہل اللہ کا نورِ قلب مرنے کے بعد بھی روشن رہتا ہے.................................۱۰
اللہ والوں کے سکونِ قلب کا راز.................................۱۱
عشاء کی نماز پڑھ کر جلد سونا چاہیے.................................۱۳
جنت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار کس طرح ہوگا؟.................................۱۳
فجر اور عصر کی نماز پڑھنے پر دیدارِ الٰہی کی وجہ.................................۱۴
بے پردگی پر خدا کی لعنت برستی ہے.................................۱۵
اللہ تعالیٰ کے مجرم کو کہیں پناہ نہیں مل سکتی.................................۱۶
اللہ کو نہ ماننے والے ایک منکرِ خدا کا علاج.................................۱۷
اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر عظیم الشان عقلی دلیل.................................۱۹
حقائق تسلیم کرنے کا تقاضا اس کے حقوق ادا کرنا ہے.................................۱۹
اللہ والے اللہ کے عارف بھی ہیں اور معرِّف بھی.................................۲۰
بندگی کی حقیقت اللہ کے حکم کی بجا آوری ہے.................................۲۱
دین کے کسی حکم پر تبادلۂ خیال کرنا سخت نادانی ہے.................................۲۲
حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نصیحت اور ان کے ایمان کی کیفیت.................................۲۳
ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کو پردے کا حکم.................................۲۴
بیوی اپنے شوہر کے سامنے سہیلیوں کا ہرگز تذکرہ نہ کرے.................................۲۵

عورتوں کو مردوں کی مشابہت اختیار کرنے پر لعنت آئی ہے..................۲۶
بیوی کو بے پردہ پھرانے پر ایک افسوسناک واقعہ..................۲۷
خواتین کے لئے پردہ کی اہمیت پر عقلی دلائل..................۲۷
آج بے حیائی اور بے غیرتی کا نام ترقی ہے..................۲۹
دنیا میں ترقی کی دو قسمیں..................۲۹
اللہ کی دی ہوئی عزت ہی اصلی عزت ہے..................۳۰
بدنگاہی کرنے والے کو اپنی بیوی اچھی نہیں لگتی..................۳۲
پردہ پر اعتراض کرنے والے خدا کے قہر سے ڈریں..................۳۲
ڈاکٹر حضرات کے لئے پردے کے متعلق خصوصی ہدایات..................۳۴
نامحرم عورت کا عکس دیکھنا بھی حرام ہے..................۳۴
نیک بننے پر لوگوں کا ہنسنا ان کی بے وقوفی کی علامت ہے..................۳۵
ایئر ہوسٹس کی ذلت آمیز ملازمت..................۳۶
عورت کی عزت اور حرمت پردہ میں ہے..................۳۷
عورت کے لئے جنت کا آسان راستہ..................۳۸
شوہر کو ستانے والی ایک عورت کا عبرتناک واقعہ..................۴۰
دنیا کے دھوکہ پر مثنوی شریف کی مثال..................۴۱
گناہ سے خوشی اور ذکر اللہ سے وحشت شیطان کا جادو ہے..................۴۳
ماں کے پیٹ میں بچہ کو ناف کے ذریعہ غذا پہنچنے کا راز..................۴۴
سگریٹ، تمباکو وغیرہ کے نقصانات..................۴۴
گناہ چھوڑنے کی ہمت کے لئے تین اصول..................۴۵
گانا باجا، موسیقی کے حرام ہونے کے دلائل..................۴۶
اللہ والوں کی چند روزہ صحبت کا فائدہ..................۴۸
حضرت والا دامت برکاتہم کی درد بھری فریاد..................۴۹

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پردہ عورت کی عزت کا ضامن

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ ؕ (سورۃ البقرۃ: آیۃ ١٦٥)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا جن لوگوں نے حقائق کو تسلیم کرلیا یعنی اندھیروں میں چمگادڑوں کی طرح ظلمت پرستی نہیں کرتے رہے بلکہ اندھیروں سے نکل کر روشنی اور نور میں آگئے اور مصاحبِ آفتاب ہوگئے۔ چمگادڑ کی دنیا اندھیروں سے مانوس ہے اور آفتاب سے اس کو بغض ہے، اسی لئے وہ روشنی میں نہیں رہ سکتا، روشنی کی تابِ نظر بھی نہیں لاسکتا، جہاں روشنی ہوئی اور وہاں سے بھاگا اور جہاں اندھیرا ہوتا ہے وہاں پناہ لیتا ہے، دشمنِ آفتاب ہے، روشنی اور نور کا دشمن ہے، ظلمت پرست ہے۔

اللہ والوں سے نفرت و عداوت رکھنے والوں کی مثال

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سورج کی دشمنی سے اس کو تکوینی طور پر یہ ابتلاء دیا گیا ہے کہ اس کی ٹانگ اوپر ہوتی ہے اور سر نیچے ہوتا ہے، الٹا لٹکا ہوا ہوتا ہے اور اس کا ایک ہی منہ ہے، اسی سے کھاتا ہے اسی سے ہگتا ہے، غلاظت بھی اسی منہ سے نکلتی ہے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ مثالوں کے بادشاہ ہیں، اللہ والوں کو اللہ تعالیٰ علمِ لدنی یعنی آسمان سے علومِ الہامیہ عطا فرماتے ہیں، دنیا کی ہر چیز میں وہ اللہ تعالیٰ کے راستے تلاش کرتے ہیں، ہر ذرّہ کائنات سے حق تعالیٰ پر دلیل پیش کرتے ہیں اور ہر چیز سے سبق حاصل کرتے ہیں۔ تو فرماتے ہیں کہ سورج سے

دشمنی کی نحوست کی وجہ سے آج چمگادڑ اس عذاب میں مبتلا ہے کہ الٹا لٹکا ہوا ہے اور جس منہ سے کھاتا ہے اسی منہ سے غلاظت بھی نکالتا ہے، تو جو لوگ اللہ والوں سے دور ہیں اور اللہ والوں سے نفرت و عداوت، حسد، دشمنی اور بغض رکھتے ہیں اور دنیائے نور سے ان کو وحشت ہوتی ہے وہ اندھیروں میں لٹکے ہوئے ہیں اور منہ سے گندگی بھی نکالتے ہیں یعنی اولیاء اللہ کی غیبت بھی کرتے ہیں ۔

ہمسری با انبیاء برداشتند
اولیاء را ہمچو خود پنداشتند

ابوجہل، ابولہب اور کفار نے نبیوں کے ساتھ برابری کرنی چاہی تھی، اسی طرح بعض لوگ اولیاء اللہ کو اپنی طرح سمجھتے ہیں کہ ہماری بھی ناک ہے، ان کی بھی ناک ہے، ان میں ایسی کیا خاص بات ہے؟

کارِ پاکاں را قیاس از خود مگیر
گرچہ باشد در نوشتن شَیر و شِیر

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پاک لوگوں کے معاملے کو اپنے اوپر قیاس مت کرو اگرچہ لکھنے میں شِیر (دودھ) اور شَیر (جانور) ایک طرح کا ہوتا ہے۔

اہل اللہ سے بدگمانی، بدبختی کی علامت ہے

مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، ارے! یہ بدبختی کی علامت ہے، جس کی قسمت خراب ہوتی ہے، جس پر سوءِ قضا مسلط ہوتی ہے، جو حق تعالیٰ کے افضال والطافِ خاصہ سے محروم جانیں ہوتی ہیں ان کو اہل اللہ سے بغض وعداوت اور دشمنی ہوتی ہے اسی لئے وہ ان کی غیبت کرتے ہیں ۔

اشقیاء را دیدۂ بینا نبود
نیک و بد در دیدۂ شاں یکساں نمود

شقی ضد ہے سعید کی جس کی جمع اشقیاء، سعید معنی خوش بخت، اچھی قسمت والا اور

بد بخت کو شقی کہتے ہیں، تو جن بد بختوں کو آنکھیں نہیں ملتیں، ان کو اچھے برے سب ایک جیسے نظر آتے ہیں۔ ابو جہل کہتا تھا کہ نعوذ باللہ! حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسا برا چہرہ میں نے دنیا میں نہیں دیکھا اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرۂ مبارک پر سورج چلتا ہوا نظر آتا تھا یعنی اتنی روشنی نظر آتی تھی:

((مَا رَأَيْتُ شَيْئًا أَحْسَنَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم كَأَنَّ الشَّمْسَ تَجْرِيْ عَلٰى وَجْهِهٖ))

(جامع الترمذی: (ایچ ایم سعید)، ابواب المناقب، ج ۲ ص ۲۰۶)

قلبِ سلیم رکھنے والے پر حقائق منکشف ہو جاتے ہیں

تو اصل میں یہ نظر دل کی نظر کے تابع ہے، بصارت بصیرت کے تابع ہے، جس کا دل اچھا ہوتا ہے، اس کی آنکھ بھی اچھی ہوتی ہے اور جس کا دل خراب ہوتا ہے اس کی آنکھ بھی خراب ہوتی ہے لہٰذا جن کے دل اچھے ہوتے ہیں، ان پر حقائق منکشف ہو جاتے ہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا جن لوگوں نے حقائق کو تسلیم کر لیا یعنی سچے اللہ کو اپنا اللہ مان لیا، زمین و آسمان، سورج و چاند کو محض مقناطیسی نظام کے تابع قرار نہیں دیا بلکہ اس حقیقت کو تسلیم کر لیا کہ نظامِ کائنات کا کوئی چلانے والا ہے ان ہی کو خدائے تعالیٰ کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نظامِ فلکیات سے متعلق، سورج کی رفتار پر، چاند کی رفتار پر اپنے چار نام ارشاد فرمائے ہیں:

﴿وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ﴾

(سورۃ یٰس: آیۃ ۳۹)

ہم نے چاند کے راستے (Route) مقرر کئے ہیں، منزلیں مقرر کی ہیں، ان کی سڑکیں مقرر ہیں:

﴿وَالشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ؕ﴾

(سورۃ یٰس: آیۃ ۳۸)

اور سورج کی جو رفتار ہے اس کے لئے بھی ہم نے ہر چیز مقرر کی ہے،

آج تک اس میں کوئی فنی خرابی نہیں ہوئی۔ آپ اخبار میں پڑھتے ہیں کہ آج پی آئی اے کی فلائٹ دو گھنٹہ لیٹ ہے، لاہور نہیں جاسکتی یا موسم خراب ہے یا جہاز میں کچھ فنی خرابی ہوگئی ہے، انجینئر اس کو ٹھیک کررہے ہیں، لیکن کبھی آپ نے یہ اعلان سنا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے یہ اعلان فرمایا ہو کہ آج تمہارا سورج فنی خرابی کی وجہ سے دس گھنٹے لیٹ ہے، ارے دس نہیں کبھی ایک گھنٹہ بھی لیٹ نہیں ہوا اور ایک گھنٹہ کیا، کبھی ایک منٹ بھی لیٹ نہیں ہوا۔ کبھی آپ نے سنا کہ سورج چاند میں فنی خرابی پیدا ہوگئی ہے، بہت پرانے ہوگئے ہیں، پی آئی اے کے جہاز میں اس لئے بار بار خرابی ہوتی ہے کہ وہ پرانے ہوگئے ہیں مگر یہ بھی تو دیکھئے کہ سورج چاند کتنے پرانے ہیں، کبھی ان میں کسی خرابی کی خبر سنی؟

صفت اَلْعَزِیْزُ کے ساتھ اَلْعَلِیْمُ نازل کرنے کا ربط

تو اللہ نے اتنا زبردست نظام بنایا ہے اور فرماتے ہیں کہ اس نظام کو چلانے میں میرے چار نام کارفرما ہیں، اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں اور ہر نام میں ہر صفت کا ظہور ہے، لہٰذا زمین و آسمان، سورج و چاند اور ستاروں کی تخلیق کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ذٰلِكَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ○﴾

(سورۃ یٰس: آیۃ ۳۸)

میں نے سورج اور چاند کے لئے جو رفتار مقرر کی ہے یعنی چاند کا ہر مہینہ کی پہلی تاریخ کو نکلنا، چودہ تاریخ کو پورا ہونا، پھر غائب ہوجانا، سورج کا صبح کو مشرق سے نکلنا اور شام کو مغرب میں ڈوبنا، اس میں ہماری دو صفات کارفرما ہیں ذٰلِكَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ یہ اندازہ کہ سورج اور چاند کی رفتار میں کتنے فاصلے ہوں؟ ان دونوں میں آپس میں کتنی کشش ہو؟ اس میں دو صفات کارفرما ہیں: عزیز اور علیم۔ عزیز معنی زبردست طاقت والا، اللہ چاہے تو حکم ہوجائے

کہ سیکنڈوں میں لاکھوں، اربوں ٹن مقناطیس پیدا ہوجائے، طاقت تو زبردست ہے مگر کتنی مقناطیس کی ضرورت ہے کہ سورج اور چاند میں ٹکر نہ لگ جائے، ستارے آپس میں نہ لڑ جائیں، ان میں آپس میں ایکسیڈنٹ نہ ہوجائے، اس کے لئے علم کی ضرورت ہے، لہٰذا دوسری صفت یعنی علیم کا ظہور ہوتا ہے۔

آپ نے دنیا میں بڑے بڑے محتاط رفتار والے جہاز دیکھے ہوں گے جو اپنی سائنس پر ناز کرتے ہیں مگر ان کے بھی ایکسیڈنٹ ہوجاتے ہیں، پائلٹ کتنی ہی ڈگریاں لائے، سائنس کا کتنا ہی ماہر ہو مگر آپ دیکھتے ہیں کہ پھر بھی جہاز ٹکرا جاتا ہے۔ اسی طرح بسوں میں کتنی احتیاط ہوتی ہے مگر پھر بھی دنیا میں ہر جگہ ٹکر ہی ٹکر ہوتی رہتی ہے مگر اللہ والوں کے لئے شکر ہی شکر ہے، دنیا میں ہر طرف ٹکر ہی ٹکر ہے مگر خدا کے عاشقوں کے لئے شکر ہی شکر ہے، وہاں ٹکر ہے ہی نہیں۔

اہل اللہ کا نورِ قلب مرنے کے بعد بھی روشن رہتا ہے

اگر گیتی سراسر باد گیرد
چراغ مقبلاں ہرگز نمیرد

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر سارا عالم آندھی سے بھر جائے، گرد وغبار اور طوفان سے بھر جائے، ایسی تیز آندھی چلے جس کے باعث بجلی کے تمام کھمبے گر جائیں، سارا شہر گھپ اندھیرے میں ڈوب جائے، شہر میں کہیں بجلی نہ ہو لیکن فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کے مقبولین بندوں کے چراغ اس وقت بھی نہیں بجھتے۔ ایک دفعہ بجلی بند ہوئی تو ڈاکٹر عبد الحئی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بجلی تو گئی مگر ہمارے دلوں میں تجلی موجود ہے، سبحان اللہ! یہاں تک کہ جب موت آتی ہے تو چراغِ زندگی تو ان کا بجھتا ہے لیکن ان کے باطن میں، ان کی روح کے اندر زبردست چراغ روشن رہتا ہے کیونکہ انہوں نے سورج اور چاند کے خالق کو یاد کیا ہے، انہوں نے سورج اور چاند کے پیدا کرنے والے کو اپنے

دل میں بسایا ہے، سورج اور چاند کے پیدا کرنے والے کو راضی کیا ہے، اپنی خواہشات کا خون کیا ہے، دریائے مجاہدات کو، دریائے خون کو عبور کیا ہے۔

اللہ والوں کے سکونِ قلب کا راز

عارفاں زانند ہر دم آمنوں
کہ گذر کردند از دریائے خوں

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دنیا میں کچھ بھی ہوتا رہے، کتنے ہی زلزلے، تباہی، آفتیں، بیماریاں آتی رہیں لیکن اللہ کے عارفین اور اللہ والے بندے ہر وقت امن وسکون میں ہیں کیونکہ ان حوادث اور آفات کا تعلق زمین اور آسمان کے درمیان سے ہے اور انہوں نے مَا فَوْقَ الْفَلَكِ آسمان کے اوپر والے اللہ سے رابطہ قائم کیا ہوا ہے لہٰذا ان کے قلب کو اطمینان ہی اطمینان رہتا ہے۔ حضرت جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ اپنی صدی کے سید العارفین تھے بلکہ قیامت تک جتنے عارفین ہیں سب ان کی مثنوی سے فیض لیتے رہیں گے، وہ فرماتے ہیں کہ عارفین ہر وقت امن وسکون میں ہیں اور دنیا کے حوادث ان کے سکون کو ضائع نہیں کرتے کیونکہ انہوں نے دریائے خون سے عبور کیا ہے، اتنے مجاہدات کئے ہیں کہ جن کی برکت سے ہر وقت اللہ تعالیٰ کے فضل ورحمت کے سائے میں رہتے ہیں، آفتاب ان کو گرم نہیں کرسکتا یعنی دنیا کے حوادث ان کو متاثر نہیں کر سکتے۔ آفتاب سے ان کا جسم تو گرم ہو جائے گا ورنہ آپ کہیں گے کہ آفتاب کیوں نہیں گرم کرسکتا، ذرا دن کے بارہ بجے کوئی اللہ والا باہر نکل کر دیکھے۔ تو اللہ والے کا جسم تو گرم ہوگا مگر دل گرم نہیں ہوگا، دل میں ٹھنڈک اور سکون ہوگا، برعکس اس کے وہ لوگ جو اللہ کے نافرمان ہیں، ایئر کنڈیشن میں ان کی کھالیں ٹھنڈی ہیں اور دل غم اور پریشانیوں سے گرم ہیں۔ اگرچہ بعض سیٹھ حضرات دین دار بھی ہیں، ایمان بھی لائے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کو کم یاد کرتے ہیں تو ان کو بھی حوادث اور پریشانیاں

آتی ہیں۔تو ایئر کنڈیشن میں باوجود اس کے کہ جسم ٹھنڈا ہے لیکن دل میں پریشانی ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ کو کچھ زیادہ یاد کرلیں، اللہ تعالیٰ سے تعلق مع اللہ کا مقام اولیاء اللہ کی سطح تک پہنچادیں، اتنا زیادہ خدائے تعالیٰ کو یاد کریں کہ ذکر اللہ کے گہرے پانی میں رہیں۔ جو مچھلیاں گہرے پانی میں رہتی ہیں تو اگر اوپر کے حوادث مثلاً سورج کی گرم شعاعیں پانی کی اوپر کی سطح کو گرم کرتی ہیں تو مچھلیاں نیچے چلی جاتی ہیں جہاں ٹھنڈا پانی ہوتا ہے، اس کو مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ؎

ماہیانِ قعرِ دریائے جلال

اللہ والے مچھلیاں ہیں مگر کم پانی والے دریا میں نہیں رہتے، اللہ کے نور کے دریا کی گہرائی میں رہتے ہیں، ان کے سینوں میں اللہ کے ذکر کا نور کا دریا بہتا ہے، اسی لئے ان کو سکون واطمینان نصیب رہتا ہے چاہے بظاہر گرمی میں رہتے ہوں یا کسی بھی حالت میں ہوں، ہر وقت اللہ کی رحمت کے سائے میں ہوتے ہیں، اللہ کے فضل کے سائے میں سانس لیتے ہیں، حق تعالیٰ کی رضا اور خوشی کے سائے میں رہتے ہیں اور یہ خوشی انہوں نے اپنی خوشیوں کو لٹا کر حاصل کی ہوتی ہے۔ اپنی خوشیوں کو قربان کر کے اللہ کو خوش کیا ہے۔ ہماری خوشی تو سینما دیکھنے میں ہے، ویڈیو اور ٹیلی ویژن اور عورتوں کو دیکھنا اور اپنی نظروں کو خراب کرنا، جھوٹ بولنا، حرام کمانا لیکن اہل اللہ نے ان خوشیوں کو اللہ تعالیٰ کی خوشی پر قربان کیا ہے، جس کو مولانا محمد احمد صاحب دامت برکاتہم نے فرمایا، ایک اللہ والے کا کلام ہے ؎

خوشی کو آگ لگادی خوشی خوشی ہم نے

کیا بات فرمائی! جس خوشی سے اللہ خوش نہ ہوں بندہ کو چاہیے کہ اس خوشی کو آگ لگادے۔ آپ بتلائیے! ایک ہماری خوشی ہے، ایک بات سے غلام خوش ہے اور ایک بات سے آقا خوش ہے، کون سی خوشی قیمتی ہے؟ بندہ کی خوشی قیمت والی ہے یا اللہ کی خوشی قیمت والی ہے؟ جس کے لئے انبیاء کے سر کٹتے ہیں، نبیوں کے خون

بہتے ہیں، صحابہ شہید ہوتے ہیں، ایسی قیمتی ذات کے لئے آج ہم معمولی معمولی خوشیوں کو قربان کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں، کہتے ہیں کہ نظر بچانے سے تکلیف ہوتی ہے، رشوت نہ لیں تو پھر کیسے گذارہ ہوگا؟ انڈا مکھن کیسے کھائیں گے؟ سوکھی روٹی کھانی پڑے گی، غیبت نہ کرنے سے، ٹیلی ویژن کے پروگرام، ڈرامے نہ دیکھنے سے زندگی بے کیف ہوجاتی ہے، ٹائم کیسے پاس ہوگا؟

عشاء کی نماز پڑھ کر جلد سونا چاہیے

لیکن آج ٹیلی ویژن کی لعنت کی وجہ سے، پروگرام کے لالچ میں لوگ رات بارہ، ایک بجے سے پہلے نہیں سورہے ہیں اور حدیث میں آتا ہے کہ:

((كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ..... لَا يُبَالِي بِتَأْخِيْرِ الْعِشَاءِ إِلٰى ثُلُثِ اللَّيْلِ وَلَا يُحِبُّ النَّوْمَ قَبْلَهَا وَلَا الْحَدِيْثَ بَعْدَهَا))

(صحیح البخاری: (قدیمی)؛ باب القرأة فی الفجر؛ ج ۱ ص ۱۰۶)

عشاء کے بعد بغیر ضرورتِ شدیدہ کے جلد سونا چاہیے یعنی کوئی شدید ضرورت ہو جیسے دین کا کوئی کام ہو، کوئی مہمان آگیا ہو، تو شدید ضرورت کے بغیر نمازِ عشاء کے بعد کسی قسم کا قصہ، پروگرام، کہانیاں وغیرہ مت سنو، فوراً سوجاؤ، جو عشاء کے بعد جلد سوئے گا وہ جلد اٹھے گا اور فجر کی نماز جماعت سے پڑھے گا۔

جنت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار کس طرح ہوگا؟

اور جو شخص فجر کی اور عصر کی نماز پابندی سے پڑھے گا تو بخاری شریف کی حدیث ہے کہ اس کو اللہ تعالیٰ کی زیارت نصیب ہوگی:

((إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ ..... فَإِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ لَّا تُغْلَبُوْا عَلٰى صَلٰوةٍ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا فَافْعَلُوْا ... الخ))

(صحیح البخاری: (قدیمی)؛ باب فضل صلوٰة العصر؛ ج ۱ ص ۷۸)

اور اس طرح نصیب ہوگی جیسے بغیر جھگڑا لڑائی کے چاند کو دیکھتے ہیں،

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے پوچھا تھا کہ اے اللہ کے نبی! جنت میں اللہ تعالیٰ کے دیدار کے لئے اژدھام ہوگا، دھکے لگیں گے:

((قَالَ فَتُضَارُّوْنَ فِيْ رُؤْيَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ؟ قَالُوْا لَا قَالَ فَإِنَّكُمْ لَا تُضَارُّوْنَ فِيْ رُؤْيَتِ اللهِ إِلَّا كَمَا تُضَارُّوْنَ فِيْ ذٰلِكَ))

(مسند احمد: مسند ابی سعید الخدری، ج ۱۷ ص ۱۹۲، رقم الحدیث ۱۱۱۲۰)

تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جس دن چودہ تاریخ کا چاند ہوتا ہے کیا تم اس کو دیکھتے وقت آپس میں لڑائی کرتے ہو یا سب آرام سے دیکھ لیتے ہو؟ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا کہ ہم تو آرام سے دیکھتے ہیں، فرمایا کہ ایسے ہی اللہ تعالیٰ کی زیارت نصیب ہوگی۔

فجر اور عصر کی نماز پڑھنے پر دیدارِ الٰہی کی وجہ

علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شرح بخاری میں اور دیگر محدثین نے بھی اس حدیث کی شرح میں ایک سوال قائم کیا ہے تاکہ امت کو اس مسئلہ کا علم حاصل ہوجائے۔ سوال یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فجر اور عصر کا نام لیا تو کیا مطلب کہ بس فجر اور عصر پڑھ لے تو اللہ میاں کا دیدار حاصل ہوجائے گا اور مغرب، عشاء اور ظہر کو چھوڑ دے؟ علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا جواب دیا ہے:

((لِأَنَّ وَقْتَ صَلٰوةِ الصُّبْحِ وَقْتُ لَذَّةِ النَّوْمِ وَ صَلٰوةِ الْعَصْرِ وَقْتُ الْفَرَاغِ عَنِ الصِّنَاعَاتِ وَ إِتْمَامِ الْوَظَائِفِ وَالْمُسْلِمُ إِذَا حَافَظَ عَلَيْهَا مَعَ مَا فِيْهِ مِنَ التَّثَاقُلِ وَ التَّشَاغُلِ فَلِأَنْ يُّحَافَظَ عَلٰى غَيْرِهَا بِالطَّرِيْقِ الْأُوْلٰى))

(عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری: باب فضل صلوٰۃ العصر، ج ۵ ص ۴۴)

یہی دو نمازیں مشکل ہیں، فجر کے وقت نیند کا غلبہ ہوتا ہے، عصر کے وقت بزنس گرم ہوتا ہے، کاروبار گرم ہوتا ہے، بازار گرم ہوتا ہے اور فجر کے وقت نیند کا بازار گرم ہوتا ہے، گرمی دونوں طرف ہے، اِدھر گرما گرم نیند ہے، اُدھر

بازار میں دولت کے سکے ہیں، گاہک کھڑے ہوئے ہیں، شام کا وقت ہے۔ تو جو مشکل پرچہ حل کرلیتا ہے وہ آسان پرچہ حل نہیں کرے گا؟ جو فجر اور عصر پڑھ لے گا وہ ظہر، مغرب اور عشاء بدرجۂ اولیٰ پڑھ لے گا۔ لیکن ٹیلی ویژن کی لعنت کی وجہ سے آج لوگوں کو فجر کی نمازیں میسر نہیں ہیں، ٹیلی ویژن پر باکسنگ ہورہی ہے، کرکٹ میچ ہورہا ہے، ہندوستان پاکستان کا کرکٹ میچ ہورہا ہے، عورتیں بھی نامحرم مردوں کو دیکھ رہی ہیں۔ ارے صاحب! کیا کوڑا کرکٹ میں لگے ہوئے ہو، یہ کرکٹ کیا ہے؟ یہ کوڑا کرکٹ ہے، اتنی دیر اللہ کا نام لیتے، تلاوت کرتے، رسولِ خدا ﷺ پر درود شریف بھیجتے۔ اور نیکر پہن کر گھٹنا کھولے ہوئے لوگوں کو کھیلتے ہوئے دیکھنا تو مردوں کے لئے بھی حرام ہے۔

بے پردگی پر خدا کی لعنت برستی ہے

یاد رکھو! ان عورتوں پر اللہ کی لعنت برستی ہے جو خود کو بے پردہ دکھاتی ہیں اور ان مردوں پر خدا کی لعنت برستی ہے جو پرائی عورتوں کو بے پردہ دیکھتے ہیں اور اللہ کی لعنت کے معنیٰ کیا ہیں؟

((اَلْمُرَادُ بِاللَّعْنَةِ الْبُعْدُ عَنِ الرَّحْمَةِ))

(مرقاۃ المفاتیح: (رشیدیہ)، باب الاستبراء، ج۶ ص۴۶۳)

خدائے تعالیٰ کی رحمت سے دوری۔ لعنت کے معنیٰ آپ سمجھ لیجیے، ملعون اسے کہا جاتا ہے جو خدا کی رحمت سے محروم کردیا جائے اور جو اللہ کی رحمت سے محروم ہوگیا اس پر جو عذاب بھی آجائے کم ہے۔ اس کے گردوں میں پتھری پڑجائے کم ہے، بلڈ کینسر ہوجائے کم ہے، ٹی بی ہوجائے کم ہے، ایکسیڈنٹ میں ہلاک ہوجائے کم ہے، غرض جتنے بھی عذاب آجائیں کم ہیں۔ جس سے خدا ناراض ہوگیا اس کو دنیا میں کہیں چین نہیں، یہ نہ سوچو کہ ہمارے بینک بیلنس ہمیں

سنبھال لیں گے، یہ نہ سمجھو کہ ہماری بلڈنگ، ہماری کاریں اور ایئر کنڈیشنڈ روم ہمیں مطمئن کردیں گے اور ہمارے بہت رشتہ دار ہیں، دس بیٹے ہیں۔ یاد رکھو! کوئی کام نہیں آتا، جس کو خدا عذاب دینا چاہے ساری کائنات اس کو بچا نہیں سکتی، جس کو خدا کسی مصیبت میں گرفتار کرنا چاہتا ہے اگر اس کا باپ اسپیشلسٹ ڈاکٹر بھی ہو تو اللہ تعالیٰ اسی مرض میں مبتلا کر کے ہلاک کرنے پر قادر ہے جس کا وہ اسپیشلسٹ ہے۔ لکھنؤ کا پھیپھڑوں کا ماہر ڈاکٹر پھیپھڑوں کی بیماری میں مرا، ناظم آباد میں ہارٹ اسپیشلسٹ آیا، مریض کے دل کی رفتار انگلی سے شمار کر رہا تھا، اسی وقت اس کا ہارٹ فیل ہوگیا۔ یہ دل کے ڈاکٹر ہیں جن کا دل فیل ہو رہا ہے، دل کا ڈاکٹر دوسروں کا دل دیکھ رہا ہے اور اپنا ہی دل غائب ہوگیا۔

اللہ تعالیٰ کے مجرم کو کہیں پناہ نہیں مل سکتی

اس پر خواجہ صاحب کا ایک شعر یاد آیا کہ دیکھو! اللہ کو ناراض کر کے اس بات کا تصور بھی نہ کرو کہ ہم چین سے رہ سکیں گے، نہ خشکی میں نہ تری میں، نہ سمندر میں، نہ پہاڑوں میں، نہ ریلوں میں، نہ ہوائی جہاز میں، جہاں جاؤ گے خدا کی حکومت ہے، یہ وہ سیاسی پناہ نہیں ہے کہ پاکستان کے مجرم کو دوسرا ملک سیاسی پناہ دے دے کیونکہ ہمارے ملک کی حکومت کی حدود محدود ہے، اگر کوئی ہمارے ملک میں قتل کر کے چپکے سے بھاگ گیا تو دوسرے ملک والے اس کو پناہ دے دیتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کا مجرم جہاں جائے گا کہیں خدا کی حکومت سے نہیں نکل سکتا؟ کیا کوئی ایسا ملک ہے جہاں خدا کی حکومت نہ ہو؟ جہاں زمین نہ ہو، آسمان نہ ہو لہٰذا اس پر خواجہ صاحب کا شعر یاد آیا ؎

نگاہِ اقربا بدلی مزاجِ دوستاں بدلا
نظر اِک ان کی کیا بدلی کہ کل سارا جہاں بدلا

جو اللہ کو ناراض کرتا ہے، وہ سات کوٹھری میں بھی چھپ کر کوئی گناہ کرے تا کہ کوئی ہماری نافرمانی کو نہ جانے لیکن اللہ تعالیٰ کی ناراضگی وہ چیز ہے کہ وہ سڑکوں پر اس نافرمان کو ہلاک فرمائیں گے، اس کی بیوی اس سے بغاوت کرے گی، بیٹے اس سے بغاوت کریں گے، جدھر جائے گا وہیں مار کھائے گا۔ یہ تو اللہ تعالیٰ ہمیں مہلت دیتے ہیں، بوجہ حلم وکرم کے تھوڑی سی ڈھیل دیتے ہیں کہ شاید اب توبہ کرلے لیکن اگر مچھلی کے حلق میں کانٹا پھنسا ہے اور وہ بھاگی جارہی ہے تو یہ نہ سمجھے کہ کانٹے سے آزاد ہے، وہ شکاری کی ڈور کے ماتحت ہے، جس وقت چاہے گا موقع دیکھ کر پکڑ لے گا۔

بہرحال، اللہ تعالیٰ نے نظامِ فلکیات اور ارضیات میں اپنی دو صفات کے اثرات رکھے ہیں۔ ایک عزیز اور ایک علیم۔ عزیز کے معنی ہیں زبردست طاقت والا یعنی لاکھوں ٹن میگنٹ جیسی طاقت پیدا کرنا اس کے لئے مچھر کے پر کے برابر بھی حیثیت نہیں رکھتا لیکن کتنی مقناطیسی طاقت پیدا کریں یعنی کتنی کشش ہو کہ سورج اور چاند اپنے اپنے دائرہ میں رہیں، آپس میں ٹکرائیں نہیں اس کا علم ہونا بھی ضروری ہے جس کے لئے اللہ کی صفت علیم ہے۔

اللہ کو نہ ماننے والے ایک منکرِ خدا کا علاج

مولانا ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک اللہ والا اللہ اللہ کہہ رہا تھا، ایک منکرِ خدا نے کہا کہ حضور! اللہ میاں کہاں ہیں؟ آپ تو وقت ضائع کرتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ تم نہیں جانتے اللہ میاں کہاں ہیں؟ اس نے کہا آپ ہی بتاؤ کہ کہاں ہیں؟ کہا یہ سورج، چاند، ستارے، یہ دنیا کون چلا رہا ہے؟ وہی ہمارا اللہ ہے۔ اس نے کہا کہ یہ سب تو میگنٹ سے چل رہے ہیں، ساری دنیا میگنٹ یعنی مقناطیس سے چل رہی ہے۔ انہوں نے مسٹر صاحب کو ایک لاٹھی ماری، تو وہ کہنے لگے کہ جب جواب نہیں آیا تو جہالت کا کام کر دیا، آپ نے ہماری

پٹائی کر دی، لاٹھی چلا دی۔ بزرگ نے کہا کہ میں نے تو لاٹھی نہیں چلائی، تم غلط کہتے ہو، لاٹھی تو میگنٹ سے چلی ہے اس لئے کہ ساری دنیا میگنٹ سے چل رہی ہے، دنیا کا سارا نظام مقناطیسی ہے، تمہاری کھوپڑی میں بھی مقناطیس ہے اور میری لاٹھی میں بھی مقناطیس ہے۔ تمہاری کھوپڑی کے مقناطیس نے میری لاٹھی کے مقناطیس کو اپنی طرف کھینچا ہے جس کی وجہ سے لاٹھی تمہاری کھوپڑی پر لگی۔ ارے! شکر ادا کر کہ تیری کھوپڑی کا مقناطیس زیادہ تھا جس نے میری لاٹھی کو کھینچ لیا کیونکہ ضعیف مقناطیس قوی مقناطیس کی طرف کھنچ جاتا ہے، اگر میری لاٹھی میں مقناطیس زیادہ ہوتا تو تیری کھوپڑی اُڑ کر میری لاٹھی کے پاس آتی۔ پھر بزرگ نے اس کو سمجھایا کہ جو لاٹھی میں نے چلائی اور تمہیں لگی، اس لاٹھی کے چلانے والے پر تو تم ایمان لائے اور سارا نظامِ کائنات چلانے والے پر ایمان نہیں لاتے، لاٹھی چلانا مشکل ہے یا سورج و چاند کا نظام چلانا؟ تب اس نے کہا کہ واقعی! جب ایک لاٹھی اپنے چلانے والے کے بغیر نہیں چل سکتی تو پھر یہ سارا عالم کیسے چل سکتا ہے؟

تو اس نظامِ کائنات کو چلانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی زبردست طاقت اور زبردست علم والی دو صفات یعنی عزیز اور علیم کا ظہور فرمایا، چاند میں کتنی کشش ہونی چاہیے؟ زمین میں کتنی کشش ہونی چاہیے؟ نظامِ عالم کو کس رفتار سے چلانا ہے؟ اور کتنے فاصلے پر رکھنا ہے؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس کے لئے میرا زبردست علم کارفرما ہے اور ایک جگہ فرمایا:

﴿وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ۝﴾

(سورۃ یٰس: آیۃ ۸۱)

میں خلاق ہوں، زبردست پیدا کرنے والا ہوں اور علیم بھی ہوں، تو یہ سارے نظام جو چل رہے ہیں ان میں اللہ تعالیٰ کی یہ دو صفات کارفرما ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر عظیم الشان عقلی دلیل

میں یہ عرض کر رہا تھا کہ جن لوگوں نے حقائق کو تسلیم کرلیا کہ یہ نظامِ فلکیات وارضیات، زمین وآسمان، سورج و چاند، پہاڑ وسمندر کسی سائنس دان نے نہیں پیدا کئے، ان سب کو اللہ نے پیدا کیا ہے۔ کیا آج تک کسی نے دعویٰ کیا کہ ہمالیہ پہاڑ ہم نے بنایا ہے؟ بھئی کسی سائنس دان کا قول معلوم ہو تو ہمیں بتادو، کبھی کسی سائنس دان نے کہا کہ سورج میں نے بنایا ہے؟ کسی نے کہا کہ چاند میں نے بنایا ہے؟ آپ کی عدالت، بین الاقوامی عدالت، انٹرنیشنل، سلامتی کونسل کی عدالت میں بھی لے جاؤ، یہی اصول ہے نا کہ کوئی اپنی ملکیت کا اعلان کررہا ہو، دوسرا کوئی اور اعلان نہیں کررہا ہے کہ یہ ہماری ملکیت ہے، تو عدالت کیا فیصلہ دیتی ہے؟ آپ کوئی زمین خریدنے جائیں تو اخبار میں اعلان کرتے ہیں کہ اس زمین کا کوئی اور حق دار ہے تو آ کر اعلان کرے اور اس کو دس بیس دن کا موقع دیتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے تو جب سے دنیا قائم کی ہے تب سے موقع دے رہے ہیں، ہر نبی کی زبان سے اعلان فرما رہے ہیں کہ زمین ہماری ہے، آسمان ہمارے ہیں، سورج و چاند ہمارے ہیں، آج تک کسی نے بھی تو دعویٰ نہیں کیا، کم بخت شداد، نمرود اور فرعون جیسے باطل خداؤں نے بھی نہیں کہا تھا کہ سورج وآسمان وزمین میں نے بنائے ہیں، میں ان کا خالق ہوں، پھر اس کے بعد عقل کا فیصلہ یہ ہے کہ حقائق کو تسلیم کرلو۔

حقائق تسلیم کرنے کا تقاضا اس کے حقوق ادا کرنا ہے

جب حقائق کو تسلیم کرلیا تو اس کے حقوق بھی ساتھ آتے ہیں، جب حقائق تسلیم کرلیتے ہیں تو اس کے حقوق واجب ہوجاتے ہیں مثلاً ایک شخص ایئرپورٹ پر اپنے باپ کو نہیں پہچان رہا ہے۔ بچپن میں جب وہ دس سال کا تھا تو

اس کا باپ دوسرے ملک چلا گیا تھا، اب بیس سال کے بعد آیا ہے تو بچہ اپنے ابّا کو نہیں پہچان رہا تھا، جب اس کے ابّا نے کہا کہ بیٹا پانی لاؤ تو اس نے کہا کہ میں اپنے ابّا کو تلاش کر رہا ہوں، تمہارا بیٹا نہیں ہوں۔ پھر اس نے کہا کہ یہ میری گٹھڑی تو سر پر رکھ لو، اٹیچی کیس، اس نے کہا کہ اگر آپ ایسی بات کرو گے تو میں آپ پر کیس کردوں گا، آپ مجھے اپنا غلام نہ بنایئے، میں اس وقت اپنے باپ کی تلاش میں مشغول ہوں۔ اچانک ایک بڑے میاں آتے ہیں اور اس نوجوان سے کہتے ہیں کہ بھئی! تم مجھے جانتے ہو، کہتا ہے کہ ہاں آپ تو ہماری بستی کے بڑے بوڑھے ہیں، ہمارے بزرگ ہیں، تب انہوں نے کہا کہ یہ تمہارے ابّا ہیں، جب اس نے اپنے ابّا کو اس بڑے میاں کے پہچاننے سے پہچان لیا، بڑے میاں اس کے لئے معرِّف ہوئے، تو فوراً ابّا کے پیر پکڑ کے رونا شروع کردیا کہ اب تک جو نافرمانی کی، آپ کو پانی نہیں پلایا، آپ کی گٹھڑی سر پر نہیں رکھی، آپ اس کو معاف کردیجئے، ہم نے نہ پہچاننے سے آپ کے حقوق میں گستاخی کی تھی، اب جب حقیقت ہم کو معلوم ہوگئی تو اب حقائق تسلیم کرنے کے بعد آپ کے حقوق میرے سر آنکھوں پر ہیں بلکہ آپ خود بھی میرے سر پر بیٹھ جایئے، آپ تو میرے ابّا جان ہیں لیکن میں ان بڑے میاں کا، اپنے معرِّف کا جنہوں نے میری، میرے باپ سے پہچان کرائی، شکریہ ادا کرتا ہوں، اگر یہ ہمارے ابّا سے جان پہچان نہ کراتے تو ہم ابّا کی حقیقتوں سے اور ان کی شفقتوں سے محروم رہتے۔

اللہ والے اللہ کے عارف بھی ہیں اور معرِّف بھی

تو جو لوگ معرِّفین سے یعنی اللہ والوں سے خدا کو پا جاتے ہیں وہ اسی طرح اہل اللہ کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ اگر ہم اولیاء اللہ کی جوتیاں نہ اٹھاتے تو اپنے ربّا کو نہ پہچانتے، یہ تو ابّا کو پہچان کرانے کا شکریہ ادا کر رہا ہے اور اللہ والے ربّا سے جان پہچان کراتے ہیں، اس لئے ان کا نام بھی معرِّف ہے، اسی لئے

اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿اَلرَّحْمٰنُ فَسْئَلْ بِهٖ خَبِیْرًا○﴾

(سورۃ الفرقان: آیۃ ۵۹)

رحمٰن کی حقیقت اور شان کسی باخبر سے معلوم کرو۔ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ باخبر کون لوگ ہیں؟

((اَلْمُرَادُ بِالْخَبِیْرِ الْعَارِفُوْنَ))

(روح المعانی: (رشیدیہ)؛ سورۃ الفرقان، ج ۱۹ ص ۵۳)

باخبر لوگ عارفین ہیں جو اللہ کو پہچانتے ہیں، رحمٰن کی شان کو ان باخبر عارفین سے پہچانو لیکن آج رحمٰن کی شان کو ہم ریلوے اسٹیشن پر، ایئر پورٹ پر اور ہوٹلوں میں آپس میں گفتگو میں پوچھتے ہیں کہ آیئے مولانا! کچھ تبادلۂ خیال کرلیا جائے کہ یہ قربانی کے جانور کو ذبح کرنے سے کیا فائدہ ہے؟ اتنا پیسہ غریبوں کو دینا چاہیے، یہ ان نالائقوں کا تبادلۂ خیال ہوتا ہے۔

بندگی کی حقیقت اللہ کے حکم کی بجا آوری ہے

نعوذ باللہ! ان کے اس قول کے مطابق سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ سمجھ نہیں تھی، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بقرعید کے موقع پر لاکھوں قربانیاں کیں مگر انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے لئے گندم کا ذخیرہ نہیں کیا جو بھوک سے بے ہوش ہوجاتے تھے، رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ رحم نہیں آیا کہ آج منیٰ کے میدان میں ایک لاکھ جانور ذبح ہورہے ہیں، لاؤ اس میں تھوڑے سے ذبح کرکے پیٹ بھرلو اور باقی جانور ذبح نہ کئے جائیں بلکہ ان کو بیچ کر ان پیسوں سے گندم خرید کرکے غریبوں میں تقسیم کردی جائے، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پیٹ پر جو تین پتھر بندھے ہوئے ہیں، اس پر رحم کرلو۔ ان ظالموں کو سوچنا چاہیے، ارے میاں! خدا کے حکم کی بھی کوئی اہمیت ہے یا نہیں؟ وہاں تو بھوک والا بھی اللہ کے راستہ میں فدا ہورہا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ بندگی اسی کا نام ہے کہ اللہ تعالیٰ کا جو حکم ہے اس کو بجالا یا جائے جبکہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے قربانی کرنے کا حکم بھی دیا ہے اور عمل بھی کر کے دکھایا ہے۔

دین کے کسی حکم پر تبادلۂ خیال کرنا سخت نادانی ہے

آج احادیث کے اندر موجود ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جانور ذبح کیا تھا لہٰذا اس قسم کے تبادلۂ خیال کرنے والے اپنے ہوش درست کرلیں، یہ دین کی بے قدری ہے۔اپنی جائیداد خریدنے کے لئے کسی آلو بیچنے والے سے تو تبادلۂ خیال نہیں کرتے، جب جائیداد خریدنی ہوتی ہے تو کسی قصائی سے تبادلۂ خیال نہیں کرتے۔تب تو کہتے ہیں کہ بہت قابل وکیل لاؤ، ایسا نہ ہو کوئی ایسی بات رہ جائے کہ بعد میں میرے مکان پر کوئی دوسرا قبضہ کرلے۔ کیوں صاحب! جب زمین کی رجسٹری ہوتی ہے اور بیس لاکھ کا کوئی مکان لینا ہوتا ہے اس وقت لالوکھیت میں کسی آلو یا سبزی بیچنے والے کے پاس جاتے ہو کہ چلو بھئی! رجسٹری کرادو، کیا اس وقت کسی کو قصائی یاد آتا ہے کہ چلو بھئی اے گوشت بیچنے والے! آپ میرے بیع نامہ کے کاغذات بنادو۔

جب کوئی اہم مقدمہ ہو تو اس وقت کیا کہتے ہیں کہ صاحب! جان کا معاملہ ہے، جان بچانا ہے، اللہ نے پیسہ دیا ہے، کسی بڑے بیرسٹر کو بلاؤ۔تو اسی طرح ایمان کے معاملہ کو اہمیت دیں، اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رضا اور آخرت کی ساری زندگی کا مسئلہ ہے، وہاں دوزخ یا جنت دو ہی فیصلے ہونے ہیں۔لیکن آج دین کے معاملہ میں یہ حال ہے کہ ریل کے ڈبہ میں بیٹھے ہیں، نہ جان نہ پہچان اور کہتے ہیں کہ مولانا ذرا تبادلۂ خیال کریں۔کبھی اس طرح کسی اناڑی کو ذرا نبض بھی دکھائی ہے؟ وہاں تو کہتے ہیں کہ جان پیاری ہے، وہاں تو کہتے ہو اُس ڈاکٹر کو دکھاؤں گا جو میرا خاندانی ہے، فیملی ڈاکٹر کو دکھاؤں گا جو میرے مزاج سے واقف ہے۔مگر یہاں ریل میں جو بھی بیٹھا ہوا ہے، اس سے کہتے ہیں کہ

آئیں مولانا! ذرا اس مسئلہ پر تبادلۂ خیال کریں۔ دین کو ایسا سستا بنا رکھا ہے، کیا بتاؤں کتنا غصہ آتا ہے ایسے نالائقوں پر کہ دین کی قدر سے بالکل ہی ناآشنا ہیں، یہ دین کا مذاق بنانا ہے، آنکھ جب بند ہوگی پھر قبر میں ان کو پتا چلے گا کہ کیا تبادلۂ خیال ہو رہا تھا۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک شخص نے سرمہ دیا، حضرت نے فرمایا اس کے کیا کیا اجزاء ہیں؟ اس نے کہا حضرت! یہ میرا بہت تجربہ کیا ہوا ہے اور بہت مفید ہے، بس آپ اس کے اجزاء نہ پوچھئے، حضرت نے فرمایا کہ آپ کو اجزاء تو بتانے پڑیں گے، جب تک اجزاء نہیں بتاؤ گے میں استعمال نہیں کروں گا، پہلے میں اپنے خاندانی معالج کو اس کے اجزاء بتاؤں گا، جب وہ کہہ دیں گے تب سرمہ لگاؤں گا۔ اس آدمی نے کہا کہ آپ اتنے ناز و نخرے کر رہے ہیں، میں آپ سے پیسے تھوڑی مانگ رہا ہوں، میں تو آپ کو ہدیہ پیش کر رہا ہوں، مفت میں سرمہ دے رہا ہوں۔ حضرت نے فرمایا کہ معاف کیجئے گا آپ کا سرمہ مفت کا ہے، میری آنکھیں مفت کی نہیں ہیں۔ آج ہم نے ایمان کو مفت کا بنا رکھا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نصیحت اور ان کے ایمان کی کیفیت

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ:

((یَا عَلِیُّ لَا تُتْبِعِ النَّظْرَۃَ النَّظْرَۃَ فَاِنَّ لَکَ الْاُوْلٰی وَلَیْسَتْ لَکَ الْاٰخِرَۃُ))

(مشکوٰۃ المصابیح: (قدیمی)؛ کتاب النکاح؛ باب النظر الی المخطوبۃ؛ ص ۲۶۹)

اے علی! اگر کسی نامحرم عورت پر اچانک نظر پڑ جائے تو پہلی نظر تو معاف ہے لیکن اس پر دوسری نظر ڈالنا بالکل جائز نہیں ہے، خبردار! اس سے احتیاط کرو۔ کیوں صاحب! حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ایمان کیسا تھا؟ آج مسٹر لوگ کہتے ہیں کہ دل صاف ہونا چاہیے اور آنکھیں پاک ہونی چاہئیں یا آنکھیں

صاف ہوں اور دل پاک ہو، نظر صاف دل پاک یا دل صاف نظر پاک تب تو کوئی حرج نہیں ہے یعنی وہ تمہاری بیوی کو دیکھے تو تم تبادلہ میں اس کی بیوی کو دیکھو، تم اُدھر لو، وہ اِدھر لے لیکن بتایئے! سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دل کیسا صاف تھا؟ نعوذ باللہ! بقول ان مسٹروں کے کہ گویا حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دل صاف نہیں تھا۔ یہ آج چودہ سو برس کے بعد جن کی پتلونوں میں کئی کئی چھٹانک پیشاب جذب ہے، جنہیں استنجاء کرنے کی تمیز نہیں وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جو حکم دیا گیا تھا اس میں گستاخیاں کرتے ہیں، کہتے ہیں اب ان چیزوں کی کیا ضرورت ہے؟ یہ تو پرانی باتیں ہیں۔ بتایئے! حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ایمان کتنا تھا، خود فرماتے ہیں:

((لَوْ كُشِفَ الْغِطَآءُ مَا ازْدَدْتُّ يَقِيْنًا))

(تفسیر روح البیان و حاشیۃ السندی علی النسائی: ج۸ ص۹۶، رقم الحدیث: ۴۹۸۸)

جب قیامت کے دن جنت اور دوزخ کو دیکھوں گا اور عالمِ غیب سامنے آجائے گا تو مَا ازْدَدْتُّ يَقِيْنًا میرے یقین میں ذرا بھی اضافہ نہیں ہوگا۔ جس کا دنیا میں اتنا ایمان ویقین ہو کہ عالمِ غیب، عالمِ شہادت ہو، وہ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن جنت اور دوزخ کو دیکھنے کے بعد میرا ایمان بڑھے گا نہیں، اتنا ایمان مجھے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت کے صدقہ میں دنیا ہی میں حاصل ہے۔

ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کو پردے کا حکم

اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ایمان کیسا تھا؟ جن کے گھر میں نبی کے اوپر قرآن اترتا تھا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور صحابیات، ازواجِ مطہرات جن کے گھر میں خدا کا رسول رہتا ہو، جن کے گھر میں حضرت جبرئیل علیہ السلام آتے ہوں، جن کے گھر میں وحی نازل ہوتی تھی، ان سے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے صحابہ! تم ہمارے نبی کی بیویوں سے، ازواجِ مطہرات سے، اپنی ماؤں سے کوئی ضرورت کی بات کرو فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ؕ (سورۃ الاحزاب: آیۃ ۵۳) تو پردے سے

سوال کرو، بے پردہ سوال مت کرو۔ ایک بوڑھے، نابینا صحابی حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے گھر میں داخل ہوتے ہیں، ہماری مائیں حضرت میمونہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہن بیٹھی تھیں تو آپ نے فرمایا:

((اِحْتَجِبَا مِنْهُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ اَلَيْسَ هُوَ اَعْمٰى لَا يُبْصِرُنَا وَلَا يَعْرِفُنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وسلم اَفَعَمْيَاوَانِ اَنْتُمَا؟ اَلَسْتُمَا تُبْصِرَانِهٖ))

(جامع الترمذی: (ایچ ایم سعید)، باب ما جاء فی احتجاب النساء، ج ۲ ص ۱۰۶)

اے دونوں خواتین! جلدی سے پردہ میں ہوجاؤ۔ انہوں نے عرض کیا کہ کیا ابن ام مکتوم اندھے نہیں ہیں؟ آپ ہمیں ان سے پردہ کیوں کرارہے ہیں؟ ارشاد ہوا کہ تم دونوں تو دیکھتی ہو، کیا تم دونوں بھی اندھی ہو؟ بتایئے! نبی نے نابینا صحابی سے ان کو پردہ کرایا کیونکہ عورتوں پر بھی اپنی نگاہوں کی حفاظت کرنا لازم ہے، قرآن جہاں مردوں کے لئے اعلان کرتا ہے يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ (سورۃ النور: آیۃ ۳۰) مرد اپنی نگاہیں نیچی کرلیں، بے پردہ عورتوں کو نہ دیکھیں وہاں عورتوں کے لئے بھی قرآن اعلان کرتا ہے يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ (سورۃ النور: آیۃ ۳۱) عورتیں بھی غیر مردوں کو نہ دیکھیں۔

بیوی اپنے شوہر کے سامنے سہیلیوں کا ہرگز تذکرہ نہ کرے

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کسی عورت کے لئے جائز نہیں ہے کہ اپنی سہیلیوں کے حسن کی تعریف اپنے شوہر سے کرے۔ دیکھ لو! بہشتی زیور میں جس جگہ یہ لکھا ہے کہ شوہر کے ساتھ کس طرح نباہ کیا جائے، وہاں حضرت نے ہدایت فرمائی ہے کہ دیکھو اپنی سہیلیوں کے ناز ونقشہ، ان کی آنکھ، ناک، کان اور چہرہ وغیرہ کی اپنے شوہر سے تعریف مت کرو، اس لئے کہ جب تم شوہر کے سامنے اپنی سہیلی کی تعریف کروگی تو ہوسکتا ہے کہ اس کا دل تمہاری سہیلی پر آجائے پھر تم شوہر کے لئے تعویذ مانگتی پھروگی اور ایسے ہی شوہر بھی اپنی بیوی کو دوسرے مرد

نہ دکھائے، ہوسکتا ہے کہ بیوی کے دل میں کسی دوسرے لڑکے یا دوسرے مرد کی محبت غالب ہو جائے، پھر تم تعویذ لیتے پھرو کہ صاحب! میری بیوی تو مجھے خاطر میں نہیں لاتی، میری طرف دیکھتی ہی نہیں۔ میرے شیخ حضرت مولانا ابرارالحق صاحب دامت برکاتہم نے مکہ مکرمہ میں مجھ سے فرمایا کہ ہندوستان سے ایک خط آیا ہے، اس میں شوہر نے لکھا ہے کہ بے پردگی کی وجہ سے میری بیوی کو میرے بھائی سے عشق ہوگیا ہے، اب وہ ہر وقت روتی رہتی ہے حالانکہ نماز کی پابند ہے، متقی ہے، اس کو کسی بھی گناہ کا وسوسہ تک نہیں ہے لیکن ہر وقت روتی رہتی ہے، کہتی ہے کہ اب تم میری نظر میں نہیں جچتے ہو اور تم سے بات کرنے کو بھی دل نہیں چاہتا، مجھے تمہارا بھائی پسند آ گیا ہے، میں دل کے ہاتھوں مجبور ہوں، مجھے دل پر اختیار نہیں رہا، میں اپنی اصلاح کرانا چاہتی ہوں۔ حضرت نے فرمایا کہ دیکھو یہ بے پردگی کا عذاب ہے۔

عورتوں کو مردوں کی مشابہت اختیار کرنے پر لعنت آئی ہے

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آج کل کے لڑکوں کو شوق ہے کہ اپنی بیوی دوسروں کو دکھائیں، اس کو پَر کٹی بنا کر میم صاحبہ بنادیں اور دوسروں کو دکھا کر فخر کریں کہ میں ماڈرن بیوی لایا ہوں۔ جو عورتیں بال کٹوا کر مردوں کی شکل بناتی ہیں تو مردوں کی شکل بنانے والی عورتوں پر لعنت کی حدیث ہے:

((لَعَنَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم الْمُتَشَبِّهِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَآءِ وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَآءِ بِالرِّجَالِ))

(صحیح البخاری: (قدیمی)، باب المتشبھین بالنساء والمتشبھات بالرجال، ج۲ ص۸۷۴)

بتایئے! بال کٹوا کر مردوں کی طرح پٹّے بال رکھ لئے، اور جو عورتیں ہونٹوں پر سرخیاں لگاتی ہیں، ناخن پالش لگاتی ہیں اسے ہٹائے بغیر تو وضو اور غسل بھی نہیں ہوتا، جب وضو نہیں ہوا تو نماز بھی نہیں ہوتی۔

بیوی کو بے پردہ پھرانے پر ایک افسوسناک واقعہ

اس پر حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ پرانے زمانہ میں انگریزوں کے دور میں ایک مسٹر صاحب اپنی بیوی کو بے پردہ شملہ سیر کرانے لے گئے۔ وہاں ایک انگریز افسر تھا، اس کے دو انگریز چوکیدار تھے جو بندوق سے پہرہ دے رہے تھے، ان کی بیویاں لندن میں تھیں۔ تو جب یہ اپنی بے پردہ بیوی کو لے گیا تو وہ دونوں انگریز چوکیدار لڑکی کا حسن دیکھ کر پاگل ہوگئے، بندوق ان کے ہاتھ میں تھی، شوہر کو بندوق کا ایک کنڈہ لگایا اور بندوق کے زور پر دھکیل کر دور کر دیا اور اس کی بیوی سے زنا کیا۔ کاش! اس جوڑے کو جو شملہ سیر کے لئے گیا تھا کوئی عالم، کوئی اللہ والا سکھاتا کہ بیٹا اپنی بیوی کو باہر بے پردہ مت لے جاؤ ایسا نہ ہو کہ تمہاری بیوی کی حرمت لٹ جائے۔ اور ماڈرن بنو! اور اپنی بہو بیٹیوں کو بازاروں میں بے پردہ اور ننگا پھراؤ! حضرت فرماتے ہیں کہ اگر یہ عورت برقع میں ہوتی تو پھر یہ نوبت نہ آتی کیونکہ برقع کے اندر کچھ پتا نہیں چلتا کہ کیا چیز ہے؟ آج تک کسی برقع والی عورت سے زنا نہیں ہوا، اگر ہوا تو پہلے وہ بے پردہ ہوئی تب مبتلا ہوئی، اگر پردہ میں رہتی تو محفوظ رہتی۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو حکم دے دیا کہ خبردار! اپنی نگاہ کو کسی کی بیوی، کسی کی بیٹی، کسی کی بہو، کسی کی خالہ، کسی کی بہن، کسی کی ماں پر نہ ڈالو، یہ ہے عورت کا احترام!

خواتین کے لئے پردہ کی اہمیت پر عقلی دلائل

حضرت ہردوئی دامت برکاتہم فرماتے ہیں کہ ایک کلو گوشت لے کر آتے ہو تو چیل سے بچانے کے لئے تھیلی میں رکھتے ہو، ہاتھ میں لے کر نہیں آتے کہیں چیل جھپٹا نہ مار دے، ایک کلو دودھ خریدتے ہو تو بلی سے

بچانے کے لئے اس کو اس الماری میں رکھتے ہو جس میں جالی لگی ہوتی ہے، نوٹوں کی گڈیاں لے کر آتے ہو تو ان کو چھپا کر رکھتے ہو، راستہ میں سب کو دکھاتے ہوئے لے کر نہیں آتے ہو حالانکہ نوٹوں کی گڈیاں کوئی اٹھا لے جائے اور واپس کردے جیسے جیب کترا نوٹوں کی گڈی لے گیا اور واپس کردی تو ان میں کوئی عیب نہیں لگتا، چیل آپ کے گوشت کو اڑا لے گئی پھر واپس کردیا تو آپ اس کو دھو کر پکا سکتے ہیں کوئی حرج نہیں، بلی روٹی اٹھا کر لے گئی تو کچھ حصہ کاٹ کر باقی کھا سکتے ہو کوئی حرج نہیں لیکن اگر کوئی شخص عورت بھگا کر لے جائے تو سارے خاندان میں وہ عیب دار ہوجاتی ہے، سارے خاندان کا سر نیچا ہوجاتا ہے۔ افسوس کی بات ہے کہ آدھا کلو گوشت قیمتی ہے اس کو تم چیلوں سے بچاتے ہو، آدھا کلو دودھ کو بلی سے بچاتے ہو، ایک روٹی کی عزت ہے، نوٹوں کی عزت ہے، جیب میں گرما گرم تنخواہ ہے تو جیب پر ہاتھ رکھے رہتے ہیں۔ بس میں ایک صاحب سوار ہوئے اور جیب پر ہاتھ رکھے ہوئے تھے، ایک شخص نے پوچھا کہ بھئی! ہاتھ کیوں رکھا ہوا ہے جیب میں کیا ہے؟ اس نے کہا کہ ابھی ابھی تنخواہ ملی ہے اور کراچی کے جیب کاٹنے والے بڑے ماہر ہیں۔ اسلام آباد میں آبپارہ کی جامع مسجد میں نمازِ جمعہ ہورہی تھی، میرے ایک عزیز بھی اس مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے، انہوں نے بتایا کہ ایک شخص کسی کی جیب کاٹ رہا تھا، نماز میں ہاتھ بندھے ہوئے تھے اور وہ ایک ہاتھ سے جیب کاٹ رہا تھا، دوسرے آدمی کو جیب میں چاقو لگتا محسوس ہوا تو اس نے جیب کترے کو وہیں پکڑ لیا۔

تو دیکھو دوستو! آج عورت کی یہ بے عزتی ہے، نوٹوں کی عزت ہے، انہیں چھپا کر رکھتے ہو، گوشت کی عزت ہے، قصائی کے یہاں سے خرید کر چھپا کر لے جاتے ہو، اور دودھ کی عزت ہے اسے بلی سے بچاتے ہو لیکن عورت کو ارزاں کر رکھا ہے، عورت کو سستا کردیا۔ آج پان بیچنے کے لئے بھی عورت چاہیے

تاکہ پان زیادہ فروخت ہوں، سرف خریدو تو اس پر بھی عورت کی تصویر ہے کیونکہ سمجھتے ہیں کہ عورت کے بغیر ہمارا مال نہیں بکے گا، انگریزوں کی اس حماقت اور کافروں کے اس پاگل پن کی نقل اب مسلمان کررہا ہے، وہ بھی چاہتا ہے کہ اس کی بیوی کی تصویر چائے کے ڈبہ پر اور صابن کے لیبل پر آجائے، اور اگر اتنا اختیار نہیں ہے تو کم سے کم اس کا برقع ہی اتار پھینکتے ہیں، اسٹیشن پر غیر مردوں کو دکھاتے ہیں، کیا بے غیرتی ہے۔ واللہ! شرم آنی چاہیے، ذرا سی بھی حیا اور شرم ہوتی تو ایسی حرکت کرنے کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتے تھے۔

آج بے حیائی اور بے غیرتی کا نام ترقی ہے

میں نے ہندوستان میں ایسے ہندو راجپوت، ٹھاکر اور زمینداروں کو دیکھا، جب میں ان کے یہاں نبض دیکھنے گیا تو انہوں نے اپنی بیویوں کو کہا پردے میں ہو جاؤ، حکیم صاحب آرہے ہیں، آج ہندوستان کے دیہاتوں میں جاکر دیکھو کہ ہندو بھی جو دنیاوی لحاظ سے شریف خاندان کے ہیں ان میں تو پردہ ہے ہی مگر ان میں بھی جو غریب ہیں، ان کی عورتیں بھی جب پانی بھرنے جاتی ہیں تو گھونگھٹ سے پردہ کرتی ہیں لیکن جو مسلمان یہاں کراچی میں رہتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم ترقی یافتہ ہیں۔ آج اس بے پردگی کا یہ جواب دیا جاتا ہے کہ پردہ کرکے ہم ترقی نہیں کرسکتے، بے حیائی اور بے غیرتی کو ترقی کا نام دیا جاتا ہے۔

دنیا میں ترقی کی دو قسمیں

ڈاکٹر عبدالحئی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہندوستان میں ایک عورت کو اپنی زمین کے مقدمہ میں پیشی کے لئے عدالت میں جانا تھا، اس نے کہا کہ ہم کو زمین نہیں چاہیے، ہم عدالت میں نہیں جائیں گے، وہاں جج ہماری آواز سنے گا، ہم بے پردگی نہیں چاہتے۔ اس کے بعد ڈاکٹر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ

پاکستان بننے کے بعد جب وہی عورت اس ترقی یافتہ شہر یعنی کراچی میں آئی، کراچی کا نام ترقی یافتہ شہر ہے۔

دیکھو! ترقی کی دو قسمیں ہیں، ایک تو گوشت بڑھتا ہے بادام اور دودھ پینے سے اور آدمی تگڑا ہوتا ہے، یہ صحت، یہ فربہی، گوشت کا یہ اضافہ اور یہ ترقی جو بادام کھانے، دودھ پینے اور وٹامن کھانے سے ہوئی، ورزش سے ہوئی، یہ صحت مند ترقی ہے اور ایک گوشت میں ترقی ہوتی ہے ڈنڈا کھانے سے مثلاً ایک ڈاکو آیا، اس نے کسی کے بازو پر دس ڈنڈے مارے، اب صبح جب اٹھا تو تین انچ گوشت اپنی جگہ سے ابھرا ہوا تھا۔ اس نے اپنے دوست سے کہا کہ مجھے ڈاکٹر کے پاس لے چلو، ڈاکٹر سے انجکشن لگوانا ہے، دوست نے کہا کہ کیوں؟ کیا ہوا؟ کہا دیکھتے نہیں ہو کہ گوشت تین انچ سُوج رہا ہے۔ دوست نے کہا کہ یہ تو ترقی ہوئی ہے، تم کہتے تھے کہ ترقی ہونی چاہیے، ترقی ہونی چاہیے، تو جب آپ کے گوشت میں ترقی ہوئی ہے تو آپ ڈاکٹر کے پاس کیوں جا رہے ہیں؟ تو کہنے لگے کہ یہ صحت مند ترقی نہیں ہے۔ اسی طرح جو اللہ کے غضب کے ساتھ ترقی یافتہ بن رہے ہیں، قبر میں جانے کے بعد معلوم ہوگا کہ یہ کون سی ترقی ہے، بے حیائی بے شرمی کا نام ترقی رکھا ہوا ہے، ساڑھی پہننے والی عورتوں کے پیٹ اور کمر کھلی ہوئی ہے اور موٹر سائیکل پر چلی جا رہی ہیں، اس کا نام ترقی رکھ دیا۔

اللہ کی دی ہوئی عزت ہی اصلی عزت ہے

تو وہ حیا دار عورت جس نے ہندوستان میں مقدمہ میں اپنی زمین کو خیر باد کہنے کا اعلان کر دیا اور عدالت نہیں گئی وہ اس ترقی یافتہ شہر میں، ایمپریس مارکیٹ کی سڑکوں پر بے پردہ پائی گئی، صحبت کا یہ اثر ہوتا ہے۔ پھر غضب یہ ہے کہ نیک خاندان کی لڑکی نماز روزہ والی، برقع اوڑھنے والی پیسے کے لالچ میں اس کے

ماں باپ نے اسے امریکی تعلیم یافتہ بد دین بے نمازی مسٹر کو بیاہ دیا، جب وہ برقع اوڑھ کر اپنے شوہر کے گھر گئی تو شوہر نے برقع میں آگ لگا دی اور کہا کہ تمہیں لپ اسٹک لگا کر، میک اپ کر کے، ننگے لباس میں ٹیڈی بن کر میرے ساتھ کلفٹن چلنا پڑے گا، میرے دوستوں اور رشتہ داروں سے ملنا ہوگا، یہ برقع اوڑھا تو میری تو عزت اُڑ جائے گی، لوگ کہیں گے کہ یہ کیسی پرانے فیشن کی برقع والی بیوی لے آیا۔ آہ! جس چیز کو اللہ اور رسول نے عزت بخشی تھی آج مسلمان اس کو ذلت سمجھ رہے ہیں۔ بتاؤ! عورت کی عزت کس چیز میں ہے؟ پردے میں رہنے میں ہے یا ننگا پھرنے میں؟ کیا کوئی شریف اور باحیا عورت چاہتی ہے کہ غیر مرد اس کے بالوں اور گالوں کو بری نظروں سے دیکھ کر سیٹیاں بجائیں؟

عورت کا احترام یہی تھا کہ وہ نماز روزہ کرتی، شوہر کی خدمت کرتی، بچوں کی پرورش کرتی اور برقع پہن کر باہر نکلتی لیکن آج شوہر فیشن ایبل بیوی کو ساتھ لے کر بازاروں میں پھرنا اپنی عزت سمجھتا ہے اور بیوی برقع والی ہو تو اسے شرم آتی ہے۔ یہ کیا عزت ہے کہ تمہاری بیوی کو دوسرے لوگ دیکھ رہے ہیں، بے شرمی اور بے غیرتی کی بھی کوئی حد ہے، سوچیں کہ ایک دن مر کر قبر میں جانا ہے، آج جس مکان پر بڑے صاحب کے نام کی تختی لگی ہوئی ہے کل مرتے ہی ان کی تختی بدل گئی اور دوسری تختی لگ گئی۔ دیکھو! تختیاں بدلتی جارہی ہیں، اوپر والے نیچے جارہے ہیں۔ سبق لے لو! دنیا کے عیش کو اتنی اہمیت مت دو، خصوصاً حرام عیش کو، تعجب ہے جو قبر میں جانے والا ہے وہ حرام عیش کی فکر میں لگا ہوا ہے کہ بلا سے اللہ ناراض ہو ہم تو مزہ لیں گے ؎

نیکواں رفتند و سنت ہا بماند
و از لئیماں ظلم و لعنت ہا بماند

نیک بندے دنیا سے چلے گئے اور ان کی سنتوں اور طریقوں کا ذکر ہو رہا ہے،

اور کمینے بندے اور کمینی نالائق عورتیں چلی گئیں اور ان کے گناہ و بدکاری کے چرچے ہو رہے ہیں اور ان پر لعنت برس رہی ہے۔ دیکھ لو فلم ایکٹروں کا کیا حال ہے، یہ ننگی پھرنے والی عورتیں کتنے لوگوں کو بدنظری کی دعوت دے رہی ہیں، یہ ساری لعنتیں ان پر بھی پڑیں گی، جتنے مردوں نے انہیں بری نظر سے دیکھا یہ گناہ ان عورتوں کے سر بھی جائے گا جو اپنے کو بے پردہ دکھا رہی ہیں۔

بدنگاہی کرنے والے کو اپنی بیوی اچھی نہیں لگتی

بہت سی خواتین بے چاری روتی ہوئی تعویذ لینے آتی ہیں کہ میرا شوہر فلمی دنیا میں پھنس کر غیروں کی طرف مائل ہے، مجھے بھنگن کی طرح سمجھتا ہے، آہ! گھر گھر شہوت پرستی کا عذاب ہے۔ اکثر عورتیں فون پر روتی ہیں کہ بازاروں میں حسن کی عریانی اور بے پردگی کی وجہ سے وہ اپنے شوہر کی نگاہِ عنایت سے محروم ہیں، دوسری عورتوں کو دیکھ کر شوہر اپنی بیوی سے کہتا ہے کہ تو حسن میں کم ہے۔ یہ اس وجہ سے ہے کہ سڑکوں پر پھرنے والی عورتوں پر شیطان زیادہ لائٹ مارتا ہے جس کی وجہ سے سڑکوں پر پھرنے والی عورتیں زیادہ حسین لگتی ہیں اور اپنی بیوی کم حسین لگتی ہے۔ پندرہ سال پہلے ایک صاحب ہسپتال میں داخل ہوئے اور ایک بے پردہ کم عمر نرس سے دل لگا بیٹھے، ان کی بیوی اور خاندان والے رونے لگے کہ ہم تو برباد ہو جائیں گے، کوئی دعا تعویذ دے دیں، میں بھی اللہ سے بہت رویا، الحمدللہ وہ خاندان جس میں غم کی آگ لگ گئی تھی وہ اس غم سے بچ گیا۔

پردہ پر اعتراض کرنے والے خدا کے قہر سے ڈریں

بہرحال! وہ صاحبزادے جو آج اپنی بیویوں کو بے پردہ کرنا چاہتے ہیں، کاش ان کے دلوں میں خدا کا خوف ہوتا تو کبھی اس کی جرأت نہ ہوتی اور ان خواتین کی عزت کرتے جو پردہ سے رہنا چاہتی ہیں۔ ہمیں ایسی خبریں ملتی رہتی ہیں کہ

جن لڑکیوں نے دینی ماحول میں پرورش پائی، اللہ اور رسول کی محبت ان کے دلوں میں ہے، وہ خدا سے ڈر کے پردہ کرنا چاہتی ہیں مگر شوہر صاحب کے دل میں خدا کا خوف نہیں ہے جیسے ان کو مرنا نہیں ہے، انہوں نے کوئی وٹامن کھایا ہوا ہے کہ ان کو موت نہیں آئے گی، وہ اپنی بیویوں کو ڈنڈے مار کر کہتے ہیں تمہیں میرے ساتھ رہنا ہے تو بے پردہ رہو ورنہ طلاق لے لو، ہم تمہارا برقع اتار کر رہیں گے، چوٹیاں کٹوا کر رہیں گے، پرکٹی بنا کر تم کو ایک دم ٹیڈی بنائیں گے، مَیم بنائیں گے، ہم یہ چودہ سو برس پرانا اسلام نہیں چاہتے۔ سوچئے آپ! اگر آپ کو چودہ سو برس پہلے کا اسلام منظور نہیں ہے تو پھر یہ سورج بھی پرانا ہو چکا ہے اور زمین بھی پرانی ہے، آسمان بھی پرانا ہے، سب چھوڑ دو، کہیں باہر بھاگ جاؤ۔ بریانی کے لئے پرانے چاول کیوں خریدتے ہو؟ خواجہ صاحب فرماتے ہیں ؎

پرانے چاولوں کو پا نہیں سکتے نئے چاول
پکالے ان سے خشکہ پک نہیں سکتی ہے بریانی

دیکھا آپ نے ہر پرانی چیز خراب نہیں ہوتی۔ تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ پردہ کا اور نظر کی حفاظت کا حکم یہ قرآن کا حکم ہے، یہ مولویوں کا بنایا ہوا مسئلہ نہیں ہے جیسے لوگ کہتے ہیں کہ ملاؤں نے بنا رکھا ہے۔ حکیم الامت، مجدد الملت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علماء جو ہیں یہ مسئلہ بناتے نہیں ہیں بتاتے ہیں، بناتے میں ایک نقطہ اور لگاؤ، علماء قرآن کی آیت سناتے ہیں قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ اے ایمان والو! اپنی نظروں کو نیچی رکھو، صحابہ کو حکم ہو رہا ہے کہ جب نبی کی بیویوں سے، ازواجِ مطہرات سے ضرورت کی کوئی بات کرو:

﴿وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ؕ﴾

(سورۃ الاحزاب: آیۃ ۵۳)

اے اصحابِ نبی! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب تم نبی کی بیویوں سے بات کرو تو پردہ سے بات کرو۔

ڈاکٹر حضرات کے لئے پردے کے متعلق خصوصی ہدایات

عورتوں کو بے پردہ دیکھنا کسی ڈاکٹر کو بھی جائز نہیں ہے، پردہ گرا کر دوسری طرف بٹھانا چاہیے، نبض دیکھو تو ہاتھ اندر کرلیا اور نبض دیکھ لی۔ ڈینٹسٹ ڈاکٹر کے لئے بھی جائز نہیں ہے کسی بالغ لڑکی کے گالوں کو پکڑ کر اس کا دانت نکالے، اس کو چاہیے کہ دانت نکالنے کے لئے کوئی عورت رکھے۔ جو اللہ والے ڈاکٹر ہیں وہ اس بات کو فوراً قبول کر لیتے ہیں۔ بمبئی میں ایک ڈینٹسٹ نے میری بات کو فوراً قبول کر کے عمل کیا، ان کے کلینک میں دیکھا کہ ایک عیسائی لڑکی آئی تو انہوں نے اس کا گال پکڑا اور دانت نکال دیا، میں نے کہا کہ آپ تبلیغ میں چلّے لگا رہے ہیں اور داڑھی بھی ہے، آپ تہجد بھی پڑھتے ہیں لیکن آپ نے یہ جو کام کیا ہے یہ شرعاً جائز نہیں ہے۔ کہنے لگے کہ پھر کیا کرنا چاہیے؟ میں نے کہا کہ تھوڑا سا خرچہ کرو، تھوڑی سی دنیا دو اور اپنے دین کے موتی کو بچا لو، کنکر پتھر دے کر موتی بچا لو، ایک دو ہزار دے کر کسی خاتون کو رکھ لو، وہ دانت نکال لیا کرے۔ لوگ کہتے ہیں کہ صاحب! میں بزنس مین ہوں، مجھے عبادت کے لئے فرصت نہیں ہے۔ ارے! پانچ ہزار کا جنرل منیجر رکھ لو اور اپنا وقت اللہ کی عبادت کے لئے بچا لو۔

خدا کی یاد میں بیٹھے جو سب سے بے غرض ہو کر
تو اپنا بوریا بھی پھر ہمیں تختِ سلیماں تھا

نامحرم عورت کا عکس دیکھنا بھی حرام ہے

دوستو! ٹیلی ویژن وغیرہ کیا چیزیں ہیں؟ اس کا بھی دیکھنا حرام ہے کیونکہ اس میں عورتیں بھی آتی ہیں جن کا دیکھنا نامحرم مردوں کے لئے حرام ہے، لوگ کہتے ہیں کہ یہ عکس ہے تصویر نہیں ہے۔ علماء فرماتے ہیں کہ مردوں کو عورتوں کا عکس دیکھنا بھی حرام ہے۔ ایک آدمی تالاب میں نہا رہا ہے، وہاں ایک

عورت پانی بھرنے آئی اور پانی میں اس کا عکس پڑ رہا ہے تو اس عکس کو بھی دیکھنا جائز نہیں ہے۔ اگر گھر میں اخبارات میں تصویریں ہیں تو اخباروں کو لپیٹ کر بند الماری میں رکھو ورنہ جہاں تصویر ہو تو نماز بھی نہیں ہوگی چاہے سرف کے ڈبہ پر بنی ہو، اس کمرہ میں نماز جائز نہیں ہے، دہرانی واجب ہے لہٰذا تمام تصویروں والی چیزوں کو چھپا کر رکھیں، ایسی کتنی چیزیں ہیں لیکن جس کو فکر ہوتی ہے وہ انتظام بھی کرتا ہے۔

نیک بننے پر لوگوں کا ہنسنا ان کی بے وقوفی کی علامت ہے

تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جن لوگوں نے حقائق کو تسلیم کر لیا وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ ان کے دل میں میری محبت شدید نہیں اشد ہوتی ہے، جب اللہ تعالیٰ کی محبت اشد ہو جائے گی پھر آپ دنیا والوں سے نہیں ڈریں گے، آپ یہ نہیں سوچیں گے کہ ہم اپنی بیویوں کو پردہ کرائیں گے تو لوگ ہنسیں گے، آپ یہ نہیں سوچیں گے کہ لوگ ہماری بیوی کو مُلّانی کہیں گے، آپ اس بات سے نہیں ڈریں گے کہ بیویوں کو برقع اوڑھانے سے لوگ ہمیں گھٹیا سمجھیں گے بلکہ آپ کہیں گے کہ دین کے احکامات کو گھٹیا سمجھنے والے خود گھٹیا ہیں۔

ایک صاحب نے داڑھی رکھی تو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو خط لکھا کہ حضرت! لوگ ہنس رہے ہیں، میرا مذاق اڑا رہے ہیں، میری تو بہت ہنسی ہو رہی ہے، فرمایا لوگوں کو ہنسنے دو مگر قیامت کے دن تم کو رونا نہیں پڑے گا، آج دنیا کو ہنس لینے دو، داڑھی کی برکت سے قیامت کے دن ان شاء اللہ تم کو رونا نہیں پڑے گا۔ نبیوں پر بھی ہنسا گیا ہے، ہنسنا کیا چیز ہے؟ ایک نوجوان نے مجھے بتایا کہ میں بیس سال کا ہوں لیکن جب سے میں نے داڑھی رکھی ہے تو ستر سال کی بڑھیا بھی مجھے چچا میاں کہہ کر میرا مذاق اڑا رہی ہے تا کہ چچا میاں سن کر ڈر جائے

اور داڑھی منڈا دے۔ میں نے اس سے کہا کہ ظالم! اگر ستر برس کی بڑھیا تجھ کو چچا میاں کہتی ہے تو اس میں تیری عزت ہے یا ذلت ہے؟ تجھے تو اس عزت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔ اسی طرح آج اگر کوئی سترہ اٹھارہ سال کی لڑکی برقع پہن لے تو اس کے خاندان والے اس کو کیا کہتے ہیں؟ اماں ذرا راستہ دے دو، اب وہ ڈر جاتی ہے کہ برقع سے تو ہمیں اماں بننا پڑا۔ ارے ظالم! تجھے اللہ عزت دے رہا ہے کہ بڑے بڑے تجھے اماں کہہ رہے ہیں، شکر ادا کر کہ اللہ نے تجھے عزت دی، کیا تو یہ چاہتی ہے کہ لوگ تجھے چھوکری کہیں؟ تجھے تو اس عزت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔ جب انسان اللہ کی نافرمانی کرتا ہے تو اس کی عقل پر بھی عذاب آجاتا ہے اور اسے اچھی بات بھی بری لگنے لگتی ہے، اسی کو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿اَفَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ فَرَاٰهُ حَسَنًا ؕ﴾

(سورة الفاطر: آية ۸)

یعنی شیطان برائی کو اچھا کر کے دکھاتا ہے پھر بری باتوں کو لوگ اچھا سمجھنے لگتے ہیں۔ جیسے خواتین بے پردگی کو اچھا سمجھ رہی ہیں۔

ایئر ہوسٹس کی ذلت آمیز ملازمت

میرا ہوائی جہاز پر رات دن سفر کا اتفاق ہوتا ہے، معزز گھرانے کی لڑکیاں وہاں دوپٹہ اتارے کھانا لے کر فضائی ماسیاں بنی ہوئی ہیں اور پائلٹ اور جہاز کی سواریوں اور عملہ کے ساتھ سیٹ پر ٹانگ سے ٹانگ ملا کر بیٹھتی ہیں اور گپ شپ ہو رہی ہے۔ یہ آپ کی بہو بیٹیوں کی نظارہ بازی ہو رہی ہے، بہو بیٹیاں باہر بے پردہ پھر رہی ہیں اور مرد اُن کو بری نظر سے دیکھ رہے ہیں، اس بے پردگی اور عشقِ مجازی سے ایسے ایسے خطرناک حالات پیدا ہوئے جن کے سننے سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

میں بیس سال ناظم آباد میں رہا ہوں، وہاں میرے ایک دوست نے جو ایک کالج کے پرنسپل تھے ایک قصہ سنایا کہ میرے پاس ایک صاحب آئے، انہوں نے کہا کہ میری لڑکی تین دن سے گھر نہیں آئی، دیکھئے! کیا آپ کے رجسٹر میں اس کی حاضری لگی ہوئی ہے؟ میں نے کہا کہ تمہاری لڑکی روزانہ کالج حاضر رہتی ہے تو ابّا جان کہتے ہیں OK, OK کوئی بھی اس کو نہ ٹوکے NO PROBLEM یعنی بس کالج کی غیر حاضری نہ ہو باقی کہیں بھی رہے، کسی بھی لڑکے کے پاس رہے ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں، پرنسپل صاحب یہ بتا کر رونے لگے کیونکہ باشرع، نمازی اور اللہ والے آدمی تھے۔

عورت کی عزت اور حرمت پردہ میں ہے

بعض لوگوں کو یہ اعتراض ہوتا ہے کہ میری خانقاہ میں بس بے پردگی، بدنظری کا ہی بیان زیادہ کیوں ہوتا ہے؟ یہاں حسنِ فانی کی دھجیاں کیوں اڑائی جاتی ہیں؟ حسن کی بے حرمتی کیوں کی جاتی ہے؟ تو اگر کسی کو میرا یہ موضوع پسند نہ آئے وہ میری خانقاہ چھوڑ دے، میرے پاس نہ وہ مرد آئے اور نہ وہ عورت آئے جس کو میری تقریر سے مناسبت نہ ہو اور وہ کہتی ہو کہ جب آپ حسن کی ویرانیاں اور عورت کی بے حرمتی بیان کرتے ہیں تو مجھے بہت پریشانی ہوتی ہے۔ آپ بتائیے! حسن کی ویرانیاں اور تباہ کاریاں پیش کرنا تا کہ ہمارے نوجوانوں کا ایمان بچ جائے اور فلمی دنیا میں جو عورتیں ننگی پھر رہی ہیں ان کے فتنے سے جوانوں کی زندگی بچ جائے، یہ عورت کی بے حرمتی ہے یا اس کی حرمت اور عزت ہے کہ اس کے حسن کی فنائیت دکھا کر اس کو بوالہوس، لالچی، بدکار اور فاسق لوگوں سے بچایا جائے۔ یہ دوسری بات ہے کہ کوئی خود ہی ایسی آوارہ ہو جس کو خطرہ ہو کہ ایسی باتیں سن کر کہیں میرے آشنا کی نظر میں میرے حسن کی قیمت نہ گھٹ جائے تو ایسی نالائق عورتیں ہماری مخاطَب نہیں۔ میں بیس سال سے

یہ مضمون بیان کر رہا ہوں اور لوگ میرا اتنا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ آہ! آپ کی تقریر سننے سے قبل ہم بہت ہی خطرناک اور بہت ہی بھیانک زندگی میں تھے، ان تقریروں کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں عشقِ مجازی اور عورتوں کے چکر سے نجات بخشی۔

وہ خواتین جو نیک ہیں، پردے سے رہتی ہیں، برقع استعمال کرتی ہیں وہ اللہ والی ہیں، نماز روزہ والی ہیں، ان کا احترام ہم پر لازم ہے، ہم تو ان کی دعائیں لیتے ہیں۔ ایسی خواتین کے جب ٹیلیفون آتے ہیں تو میں ان سے کہتا ہوں کہ میری صحت کے لئے دعا کیجئے گا، ایسی خواتین کو ہم اللہ والی سمجھتے ہیں۔ میں خواتین کی بے حرمتی نہیں کرتا، میں اللہ والی عورتوں کا بے حد احترام کرتا ہوں، اگر میرے قلب میں ان ماؤں بہنوں کا احترام نہ ہوتا تو میں ان سے دعاؤں کی درخواست کیوں کرتا؟ لیکن میں چاہتا ہوں کہ کوئی آپ کی بیٹیوں کی عزت نہ لوٹے، آپ ان کو پردہ میں رکھیں، برقع پہنائیں۔ جب ہم کسی کے حسن کی ویرانیاں بیان کرتے ہیں تو اس سے مراد وہ عورتیں ہیں جو بس اسٹاپوں پر، بازاروں میں ننگی پھر رہی ہیں، مخلوط تعلیم میں شامل ہیں، وہ خبیث عورتیں مراد ہیں جو لڑکوں کو اشارے کر رہی ہیں اور ہمارے نوجوان بچوں کا ایمان ضائع کر رہی ہیں۔ کیا میں اس حسن کا احترام کروں؟ ایسے حسن کے احترام پر میں لعنت بھیجتا ہوں جو ہمارے نوجوان بچوں کا ایمان ضائع کر دے۔ جو عورت بے پردہ پھرتی ہے، اپنے گالوں اور بالوں کو دکھا کر مردوں کا ایمان لوٹتی ہے، ایسی عورت کا احترام ہم ہرگز نہیں کریں گے۔

عورت کے لئے جنت کا آسان راستہ

میں جسمانی حکیم بھی ہوں، میرے پاس ایسے اجڑے ہوئے، ویران نوجوان آئے جنہوں نے کہا کہ ہم زہر کھالیں گے، بدکاری، بدعملی سے

اتنا زیادہ منہ کالا کیا کہ اب ہمارے اندر طاقت نہیں رہی، ہمارا علاج کرو، اب شادی ہونے والی ہے۔ انہیں یہ زہر کیوں کھانا پڑا؟ اس پر میرا شعر ہے ؎

حسینوں سے جسے پالا پڑا ہے

اسے بس سنکھیا کھانا پڑا ہے

یہ بے پردگی کا عذاب ہے کہ لوگ عورتوں کو اغواء کرکے ان کے ساتھ منہ کالا کر کے ان کو جان سے مار دیتے ہیں۔ اسی لئے حکم ہے کہ اگر گھر سے نکلو تو پردہ سے نکلو، شادی بیاہ میں سادہ لباس میں جاؤ، تمہارے حسن پر کسی کی نظر نہ پڑے، تمہارا حسن تمہارے شوہر کو مبارک ہو۔ بیوی کے لئے شوہر کو راضی وخوش رکھنا بڑی عبادت ہے اور اس کا ناخوش اور ناراض کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

((لَوْ كُنْتُ اٰمُرُ اَحَدًا اَنْ يَّسْجُدَ لِاَحَدٍ لَّاَمَرْتُ الْمَرْأَةَ اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا))

(مشکوۃ المصابیح: (قدیمی)؛ کتاب النکاح ؛ باب عشرۃ النسآء؛ ص ۲۸۱)

اگر میں خدا کے سوا کسی اور کو سجدہ کرنے کے لئے کہتا تو عورت کو ضرور حکم دیتا کہ اپنے شوہر کو سجدہ کیا کرے۔ یہ بھی خیال رہے کہ یہاں ''اگر'' بھی ساتھ ہے یعنی اگر سجدہ جائز ہوتا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں کہ میں عورت کو حکم دیتا کہ شوہر کو سجدہ کرے مگر اسلام میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو سجدہ جائز نہیں۔ یہ نہیں کہ ناسمجھی سے کہیں شوہر کو سجدہ شروع کردو، سجدہ صرف اللہ وحدہٗ لاشریک کے لئے خاص ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے کہ:

((اَلْمَرْأَةُ اِذَا صَلَّتْ خَمْسَهَا وَصَامَتْ شَهْرَهَا وَاَحْصَنَتْ فَرْجَهَا وَ اَطَاعَتْ بَعْلَهَا فَلْتَدْخُلْ مِنْ اَيِّ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ شَآءَتْ۔ رواہ ابو نعیم))

(مشکوۃ المصابیح: (قدیمی)؛ کتاب النکاح ؛ باب عشرۃ النسآء؛ ص ۲۸۱)

جو عورت پانچوں وقت کی نماز پڑھتی رہے، رمضان کے روزے رکھے، اور اپنی آبرو کو بچائے رہے یعنی پاک دامن رہے اور اپنے شوہر کی تابعداری اور فرمانبرداری کرتی رہے تو اس کو اختیار ہے کہ جس دروازے سے چاہے

جنت میں چلی جائے۔ مطلب یہ ہے کہ جنت کے آٹھ دروازوں میں سے جس دروازے سے اس کا جی چاہے بے کھٹکے چلی جائے۔ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شوہر کی تابعداری کی بھی قید لگادی کہ خالی روزہ نماز ہی سے جنت نہیں ملے گی، شوہر کی فرماں برداری کرنا بھی ضروری ہے، نماز روزہ کے ساتھ شوہر کی فرماں برداری بھی کرے گی تو جنت میں داخلہ ملے گا اور کوتاہی ہوجائے تو معافی مانگ لے۔ فرماں برداری کرنا اور کبھی قصور ہوجائے تو معافی مانگ لینا، دونوں طرف سے جنت کا راستہ کھلا ہوا ہے۔

شوہر کو ستانے والی ایک عورت کا عبرتناک واقعہ

مفتی اعظم ہندوستان، حضرت مفتی محمود حسن گنگوہی مدظلہ جو دیو بند کے صدر مفتی ہیں، انہوں نے یہ قصہ بیان کیا کہ ہندوستان میں میں ایک قصبے میں حاضر تھا، وہاں ایک عورت کا جنازہ دفن ہوا جو رات دن اپنے شوہر کو گالیاں دیتی تھی۔ تو جیسے ہی دفن ہوا تو وہاں ایک سانپ نکلا اور سانپ نے کفن کو پھاڑ دیا، پھر لوگوں نے جلدی سے میت کو قبر سے اٹھا لیا اور لے جاکر دوسری جگہ دفن کرنا چاہا تو قبرستان میں جہاں بھی زمین کھودتے تھے وہ سانپ وہاں موجود ہوتا تھا۔ آخر شوہر سے پوچھا گیا کہ بھئی کیا بات ہے؟ معاملہ کیا ہے؟ اس نے کہا کہ یہ رات دن مجھے گالیاں دیتی تھی تو اس شوہر سے کہا گیا کہ اب تو جو کچھ ہونا تھا ہوگیا، اب اسے معاف کردو، جب اس نے معاف کیا تو سانپ چلا گیا۔ دیکھ لو! ایسے کتنے واقعات آئے دن پیش آتے رہتے ہیں۔ دنیا میں جس عورت کا شوہر اس سے خوش نہیں ہوتا اس عورت کی زندگی نہایت پریشان، غمگین، بدحواس رہتی ہے، غم میں منہ پھلائے نہ کھانا کھاتی ہے، نہ پانی پیتی ہے۔ اس کی دوزخ تو دنیا ہی سے شروع ہوجاتی ہے اور جس گھر میں شوہر اور بیوی کے تعلقات اچھے ہوتے ہیں وہ گھر دنیا ہی میں جنت ہے۔

دنیا کے دھوکہ پر مثنوی شریف کی مثال

تو میرے مخاطَب وہ لوگ ہیں جن کو سینما اچھا لگ رہا ہے، جن کو ٹی وی اچھا لگ رہا ہے، جن کو خدا کی نافرمانی اچھی لگ رہی ہے، شیطان نے ان کی آنکھوں پر جادو کیا ہوا ہے۔ مثنوی مولانا روم کا قصہ ہے، مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک شہزادہ کی شادی بادشاہ کی بیٹی سے ہوگئی، اس کی بیوی اتنی حسین تھی کہ جس کمرہ میں رہتی تھی اندھیرے میں اجالا رہتا تھا، چراغ کی ضرورت نہیں ہوتی تھی، اس کے چہرہ پر اتنی روشنی تھی۔ ایک بڑھیا نے دیکھا کہ شہزادہ بڑا حسین ہے، میں کس طرح اس کو اپنے پاس بلاؤں لہٰذا اس نے شہزادہ پر جادو کردیا، جادو کی طاقت سے باطل حق اور حق باطل نظر آتا ہے۔ اب جادو کی وجہ سے شہزادہ کو بڑھیا بہت حسین لگنے لگی اور خوبصورت بیوی اس کو بری لگنے لگی، جب وہ شہزادی کے پاس جاتا تو وہ اسے ڈراؤنی شکل کی بھتنی، کالی کلوٹی نظر آتی، ایسا لگتا جیسے کھا جائے گی اور جب بڑھیا کے پاس جاتا جو کالی بھی تھی، چیچک رُو بھی تھی، دانت ٹوٹے ہوئے تھے، گال ایک ایک انچ اندر دھنسے ہوئے تھے، رات بھر وہ شہزادہ اسی بڑھیا کے پاس رہتا تھا۔ اس کے ساتھ ایسے رہتا تھا جیسے اس سے بڑھ کر دنیا میں کوئی اور حسین ہے ہی نہیں، اس کے ایک ایک انچ اندر دھنسے ہوئے گالوں کو دیکھ کر اس کے حسن کی داد دے رہا ہے اور ذرا بھی احساس نہیں ہو رہا ہے کہ یہ بڈھی کھوسٹ اسّی سال کی ہے لیکن جادو کی وجہ سے حق نظر نہیں آ رہا تھا۔

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دن بادشاہ رونے لگا کہ کئی سال شہزادہ کی شادی کو ہو گئے مگر کوئی بچہ نہیں ہوا اور مجھے دادا بننے کا شوق ہو رہا ہے۔ اب سی آئی ڈی لگوائی گئی تب پتا چلا کہ یہ تو بیوی کے پاس جاتا ہی نہیں، آپ کہاں سے دادا بنیں گے۔ پھر وقت کے جو اولیاء اللہ تھے، علمائے دین تھے،

بزرگانِ دین بلوائے گئے تو معلوم ہوا کہ اس پر خطرناک جادو کیا گیا ہے۔ بادشاہ رونے لگا، ان بزرگوں کے پیروں پر تاج رکھ دیا اور کہا کہ کسی طرح سے جادو اتار دیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام کی برکت سے شہزادہ پر سے جادو اتار دیا۔ دیوبند کے صدر مفتی حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی دامت برکاتہم نے میرے شیخ حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے مجھے ایک وظیفہ عطا فرمایا، حضرت نے ان سے فرمایا تھا کہ بھئی! اختر کو سب کچھ سکھا دو کیونکہ لوگ مجھے تنگ کرتے ہیں اور ہمارے تعویذ وغیرہ یہی لکھتا ہے۔ تو حضرت مفتی صاحب نے فرمایا کہ اگر کسی کو ایک ہزار ایک مرتبہ وَاِذۡ قَتَلۡتُمۡ نَفۡسًا فَادّٰرَءۡتُمۡ فِیۡهَا سے لے کر تَعۡقِلُوۡنَ تک (سورۃ البقرۃ: آیۃ ۷۲) ایک دفعہ پڑھ کر نمک پر دم کر کے کھلا دیا جائے تو کیسا ہی جادو ہو اتر جاتا ہے، ایک آدمی نہ پڑھے بلکہ چند لوگ مل کر پڑھ لیں، حضرت کی برکت سے لوگوں نے مجھے کیا کیا چیزیں عطا فرمائیں۔

تو جب بزرگوں نے کہا کہ اب شہزادہ پر سے جادو اتر گیا ہے تو بادشاہ نے پوچھا کہ جادو اترنے کی علامت کیا ہے؟ فرمایا کہ اب جو اس کی حسین بیوی ہے وہ اس کو حسین معلوم ہوگی اور جو اسّی سال کی بڈھی کھوسٹ ہے اس کی حقیقت بھی سامنے آجائے گی، شہزادہ وہاں بھی روئے گا اور یہاں بھی روئے گا، یہاں خوشی سے روئے گا کہ ایسی حسین شہزادی کا حق ہم نے کیوں نہیں ادا کیا اور وہاں اس لئے روئے گا کہ میں نے جوانی کہاں ضائع کی، دونوں جگہ روئے گا مگر رونے کی قسمیں الگ الگ ہوں گی۔ اب بادشاہ اپنے بیٹے کو لے کر پہلے شہزادی کے پاس گیا، وہ دیکھتے ہی سر پیٹنے لگا کہ ہائے ایسی پیاری حسین بیوی جس کے حسن کی وجہ سے اندھیرے کمرہ میں چراغ کی ضرورت نہیں رہتی، میں نے تین سال سے اس کا منہ بھی نہیں دیکھا، اس کا حق بھی نہیں ادا کیا، میں نے اس کا حق بھی مارا اور اپنی زندگی کو بھی ضائع کیا، اب اس نے ہاتھ جوڑ کر شہزادی سے

معافی مانگی کہ مجھے معاف کردو، میں نے تمہاری ناقدری کی، اللہ نے تمہیں اتنا حسن دیا اور ہم کہاں پھنسے رہے۔ پھر جب بادشاہ شہزادہ کو بڑھیا کے پاس لے گیا تو اس نے کہا کہ ہائے! میں نے جوانی کہاں ضائع کی، کہاں میں اتنا حسین اور کہاں یہ اسّی سال کی بڈھی، اس کے گال ایک ایک انچ اندر دھنسے ہوئے ہیں، منہ میں دانت نہیں ہیں، چیچک رُو، بال سفید ہیں، وہ وہاں بھی رویا۔

گناہ سے خوشی اور ذکر اللہ سے وحشت شیطان کا جادو ہے

آہ! جن کو ٹیلی ویژن، سینما، بے پردہ عورتوں کو دیکھنا، اپنی بیوی کو بے پردہ کرنا، نماز نہ پڑھنا اور جتنے گناہ ہیں ان کا اچھا لگنا، خدا کی یاد سے دل گھبرانا اور ٹیلی ویژن کے پروگرام سے دل خوش ہونا یہ سب اچھا لگتا ہے تو سمجھ لو کہ اس ظالم پر بھی شیطان نے جادو کر دیا ہے۔ بڑی بی جوج بھی کر آئی، اپنا پاندان لئے ٹیلی ویژن کے سامنے بیٹھی ہوئی ہے، تسبیح بھی پڑھتی ہے، اس کو بھی غیرت نہیں آتی کہ میں کیا کر رہی ہوں۔ یہ کرکٹ دیکھنا کیسے جائز ہے؟ ہاکی دیکھنا کیسے جائز ہے؟ مردوں کا ناف سے گھٹنے تک جسم چھپانا فرض ہے، مردوں کو بھی دوسرے مرد کا اتنا حصہ دیکھنا جائز نہیں ہے تو پھر عورتوں کو نامحرم مردوں کو دیکھنا کیسے جائز ہو جائے گا؟ گناہوں میں جس کا دل لگتا ہو، اللہ اور رسول جسے اچھے نہیں لگتے ہوں، مسجد اس کو پھاڑ کھاتی ہو، مسجد کی طرف جس کے قدم نہیں اٹھتے ہوں، مسجد سے جسے ڈر لگتا ہو اور دل کہاں لگتا ہو؟ جہاں گندگی ہو، بے پردہ عورتیں ہوں، اِس کی بیوی اُس کے ساتھ اور اُس کی بیوی اِس کے ساتھ ہو، اس کا نام ہے کلب (Club) جو اصل میں کَلْبٌ ہے۔ عربی میں کلب کے معنی کتے کے ہیں جیسے کتے کے یہاں کوئی رشتہ نہیں ہوتا، ایک کتا جس کتیا کے ساتھ چاہے تعلق کر لے اسی طرح جانوروں کے طریقہ سے اِس کی بیوی اُس کے ساتھ اور اُس کی بیوی اِس کے ساتھ ہنس رہی ہے، اس کا نام کلب ہے، اب سوچ لو اس کو کہ یہ کلب

کتنا سخت لفظ ہے۔ اسی طرح میں کہتا ہوں سگریٹ بھی چھوڑ دو، جس منہ کو اللہ نے اپنا نام لینے کے لئے بنایا ہے اس کو سگریٹ سے بدبودار مت کرو۔ یہ سگریٹ اصل میں سَگ اور ریٹ سے بنا ہے، فارسی میں سَگ کتے کو کہتے ہیں اور ریٹ (Rat) انگریزی میں چوہے کو کہتے ہیں۔

ماں کے پیٹ میں بچہ کو ناف کے ذریعہ غذا پہنچنے کا راز

آج ہم سگریٹ سے اپنے منہ کو بدبودار کر رہے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے ماں کے پیٹ میں جب رکھا تو نو ماہ تک ماں کے حیض سے بچے کا جسم بنتا ہے، بچہ کا مٹیریل اس کے باپ کی منی اور ماں کا حیض ہوتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ ماں کا حیض بچہ کے منہ سے داخل نہیں کرتے بلکہ اس کی ناف میں ایک نالی لگتی ہے جسے ہندی میں آنول نال کہتے ہیں۔ اس رگ سے اللہ تعالیٰ اس کی ماں کا گندا خون اس کے جسم میں داخل کرتے ہیں اور منہ کو نجاست سے بچاتے ہیں، وہ خون منہ سے داخل نہیں ہونے دیتے ورنہ منہ سے بھی تو غذا پہنچا سکتے تھے کیونکہ علمِ الٰہی میں یہ بات تھی کہ ان میں بہت سے بندے ایمان لا کر میرا نام لیں گے، تو اس منہ کو اللہ نے گندگی سے بچایا تا کہ سبحان اللہ کہہ سکیں، اللہ نے تو بچایا مگر ہم آج نہیں بچا رہے ہیں۔

سگریٹ، تمباکو وغیرہ کے نقصانات

دیکھو! سگریٹ سے پھیپھڑا الگ خراب ہوتا ہے، منہ بھی بدبودار ہوتا ہے، کتنی ہی الائچی وغیرہ چباؤ مگر سگریٹ کی بدبو نہیں جاتی اور سگریٹ چھوڑنے سے کوئی بیماری بھی نہیں ہوتی، اگر کوئی کہے کہ اس کے پینے سے قبض ختم ہوتا ہے، تو سگریٹ چھوڑنے سے اگر کسی کا قبض ختم نہ ہو رہا ہو تو اس کے لئے اختر سے دوا لے جاؤ، غرض سگریٹ چھوڑنا بہت آسان ہے، بس تھوڑی سی ہمت کرلو۔ اسی طرح

تمبا کو بھی چھوڑ سکتے ہیں اگر ہمت کرلیں، اس سے بھی اعصاب کو نقصان پہنچتا ہے۔ میں نے بیس سال پان تمبا کو کھایا ہے اور جب حج کے لئے حاضری ہوئی تو میں نے کعبہ میں سوچا کہ میں پان تھوکنے کعبہ سے باہر جاؤں، بس اس کو چھوڑ دیا، جو کچھ تھا ہدیہ دے دیا، خیرات کردیا۔ بٹوہ بھر کے لے گئے تھے، بٹوہ اصل میں بٹوا ہے، پان کھانے والوں کو بہت عزیز ہوتا ہے، اس میں تمبا کو چھالیہ ہوتا ہے سب خیرات کردیا، آج تک الحمدللہ کچھ بھی نہیں، اب یاد بھی نہیں آتا۔

گناہ چھوڑنے کی ہمت کے لئے تین اصول

ہمت کرنے سے کتنے ہی سنگین گناہ کی عادت ہو، چھوٹ جاتی ہے، انسان کو اللہ نے یہ ہمت دی ہے مگر وہ ہمت ملتی ہے تین طریقے سے، کمالاتِ اشرفیہ میں لکھا ہوا ہے۔ خود اپنی ہمت کو استعمال کرے، اللہ سے دودو رکعات پڑھ کر ہمت کی درخواست کرے کہ گناہ چھوڑنے کی یااللہ! ہمت دے دے اور خاصانِ خدا سے ہمت کی دعا کرائے۔ آپ میرے لئے دعا کیجئے چونکہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ ایک کی دعا دوسرے کو زیادہ لگتی ہے:

((اِنَّ اَسْرَعَ الدُّعَآءِ اِجَابَةً دَعْوَةُ غَائِبٍ لِّغَائِبٍ))

(سنن ابی داؤد: (اسلامی کتب خانہ)؛باب الدعاء بظہر الغیب؛ ج ۱ص ۲۲۵)

مثنوی شریف میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب عرض کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ! مجھے ایسی زبان سے یاد کرو جس سے کبھی کوئی خطا نہ ہوئی ہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ بے قصور زبان کہاں سے لاؤں؟ فرمایا دوسروں کی زبان سے مجھ سے دعائیں مانگو، وہ زبان اس کے حق میں گنہگار نہیں لہٰذا دوسروں کی دعا تیز لگتی ہے۔

تو میرے دوستو یہ چیز عرض کررہا ہوں جو دل گناہوں سے مانوس ہے، یہ چمگادڑ ہے، ظلمت پرست ہے اور حقائق سے محروم ہے اور شیطان نے اس پر

جادو کردیا ہے۔شیطان نے جادو کردیا اس لئے اپنی بیوی کو پر کٹی کرنا چاہتا ہے، اس کے بال کٹوا کر پٹا رکھوانا چاہتا ہے، بیوی کا برقع اتار کر پھینکنا چاہتا ہے۔ آج کل ٹیلی ویژن اور سینما، گھر گھر میں آ گیا، بے ہودہ فلمیں آرہی ہیں، اللہ تعالیٰ پناہ میں رکھے، آج ہمارے گھروں میں آگ لگ گئی، ہندوستان کی بے ہودہ فلمیں، لندن کی بے ہودہ فلمیں ویڈیو سے آرہی ہیں اور ابّا جان بیٹھے ہیں، بیٹے بھی ہیں، بیٹیاں بھی ہیں۔سوچو! آج کیا حالت ہے؟ اور اس کا نتیجہ زنا، بدکاری، اخلاقی خرابیاں، صحت کی خرابی کی صورت میں ظاہر ہو رہا ہے۔

گانا باجا، موسیقی کے حرام ہونے کے دلائل

ہم نے گناہ کو گناہ سمجھنا چھوڑ دیا، ایک سیٹھ صاحب فجر کی نماز کے بعد سورہ یٰسٓ اور اشراق پڑھ کر، باوضو دفتر جاتے تھے، تہجد بھی قضا نہیں، نماز کا نشان لگا ہوا لیکن اپنی کرسی پر بیٹھے ہوئے عورت کی آواز میں ریڈیو پر گانا سن رہے تھے۔میں نے ان سے کہا کہ حدیث میں ہے کہ گانا دل میں بے ایمانی اور نفاق پیدا کرتا ہے:

((اَلْغِنَاءُ یُنْبِتُ النِّفَاقَ فِی الْقَلْبِ کَمَا یُنْبِتُ الْمَاءُ الزَّرْعَ))

(رواہ البیہقی فی شعب الایمان۔مشکوٰۃ المصابیح:(قدیمی)،باب البیان و الشعر، ص ۴۱۱)

اور حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ صحابی کا قول ہے کہ:

((اَلْغِنَاءُ رُقْیَۃُ الزِّنَا))

(مرقاۃ المفاتیح:(رشیدیہ)، باب صلوۃ العیدین، ج ۳ ص ۴۸۵)

گانا، زنا کا منتر ہے۔اور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں کہ میں گانا بجانا مٹانے کے لئے پیدا ہوا ہوں:

((اِنَّ اللّٰہَ بَعَثَنِیْ رَحْمَۃً وَّ ھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ وَ اَمَرَنِیْ اَنْ اَمْحَقَ الْمَزَامِیْرَ))

(مسند احمد: مسند الانصار، ج ۳۶ ص ۵۵۱، رقم الحدیث ۲۲۲۱۸)

نبی جس چیز کے مٹانے کے لئے تشریف لائے آپ اس کو زندہ کر رہے ہیں، شرم نہیں آتی، یہ آپ کی تہجد، یہ آپ کی اشراق، یہ آپ کی پیشانی پر سجدہ کا نشان اور باوضو یہ کام کر رہے ہو۔ تو کہنے لگے آج تک مجھے پتا ہی نہیں تھا، میں نے کہا سبحان اللہ! پتا نہیں تھا تو پتا کرتے، ماشاء اللہ اسی وقت توبہ کی اور کہا آج سے کبھی گانا نہیں سنوں گا۔ یہ گانا بجانا تو شریعت میں بالکل حرام ہے، حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے قسم اٹھائی اس آیت کے بارے میں کہ:

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللهِ﴾

(سورۃ لقمان: آیۃ ۶)

لوگوں میں بعضے ایسے بھی خبیث ہیں جو گانا بجانے والی مغنیات کو خریدتے ہیں، نبی کے قرآن کے مقابلہ میں وہ اپنی مغنیات کا گانا شروع کرا دیتے ہیں، علامہ آلوسی السید محمود بغدادی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ صحابی حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

((فَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ هُوَ وَاللهِ الْغِنَاءُ وَبِهٖ فَسَّرَ كَثِيْرٌ))

(روح المعانی: (رشیدیہ)؛ سورۃ لقمان؛ ج ۲۱ ص ۹۱)

خدا کی قسم! اس آیت سے مراد گانا بجانا ہے، میرے دوستو! حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب گانے کی آواز سنتے تھے تو کانوں میں انگلی دے لیتے تھے:

((سَمِعَ ابْنُ عُمَرَ صَوْتَ زَمَّارَةٍ رَاعٍ فَوَضَعَ اِصْبَعَيْهِ فِيْ اُذُنَيْهِ وَعَدَلَ رَاحِلَتَهٗ عَنِ الطَّرِيْقِ وَهُوَ يَقُوْلُ يَا نَافِعُ اَتَسْمَعُ؟ فَاَقُوْلُ نَعَمْ قَالَ فَيَمْضِيْ حَتّٰى قُلْتُ لَا قَالَ فَوَضَعَ يَدَيْهِ وَاَعَادَ الرَّاحِلَةَ اِلَى الطَّرِيْقِ وَقَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَمِعَ صَوْتَ زَمَّارَةِ رَاعٍ فَصَنَعَ مِثْلَ هٰذَا))

(مسند احمد: مسند عبد اللہ بن عمر؛ ج ۹ ص ۲۴؛ رقم الحدیث ۴۹۶۵)

صحابہ سے پوچھتے تھے کہ جب یہ آواز بند ہو جائے تب ہمیں بتاؤ۔ تفسیر روح المعانی میں لکھا ہے کہ:

((مَا رَفَعَ اَحَدٌ صَوْتَهٗ بِغِنَاءٍ اِلَّا بَعَثَ اللہُ تَعَالٰی اِلَیْهِ شَیْطَانَیْنِ یَجْلِسَانِ عَلٰی مَنْکِبَیْهِ یَضْرِبَانِ بِاَعْقَابِهِمَا عَلٰی صَدْرِهٖ حَتّٰی یُمْسِكَ))

(روح المعانی: (رشیدیه)؛ سورۃ لقمان؛ ج ۲۱ ص ۹۳)

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں کہ جو انسان گانا سنتا ہے اور مست ہو کر سر ہلاتا ہے، تو اللہ کی طرف سے دو شیطان اس کے کندھے پر بٹھا دئے جاتے ہیں، وہ اپنی ایڑی رگڑ رگڑ کر اس کو اور جوش دلاتے ہیں، اسی سے سمجھ لو کہ گانا سن کر جھومنا کیسا ہے؟ آج آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی امت کہتی ہے صاحب! گانے سے دل بہل جاتا ہے، دماغ تازہ ہو جاتا ہے۔ یہ دماغ اس طرح تازہ ہوتا ہے جیسے ایک بھنگی عطر کی دکان پر گیا تو بے ہوش ہو گیا، اس نے کبھی زندگی میں خوشبو نہیں سونگھی تھی۔ پڑوس میں ایک حکیم صاحب رہتے تھے، وہ اسے عرقِ گلاب چھڑک رہے تھے، موتی کا خمیرہ چٹا رہے تھے جس سے اس کی بے ہوشی اور بڑھ رہی تھی۔ اس کے بھائی کو جب خبر ہوئی تو بھنگی پاڑے سے دوڑتا ہوا آیا اور اس نے کہا کہ حکیم صاحب! آپ عرقِ گلاب اور موتی کے خمیرہ سے میرے بھائی کو قبرستان پہنچا رہے ہو، خدا کے واسطے آپ اسے عرقِ گلاب چھڑکنا بند کرو، یہ میرا بھائی ہے جو کم از کم بیس کلو پاخانہ کا کنستر کندھے پر روزانہ اٹھائے پھرتا ہے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس نے ایک روئی میں کتے کا پاخانہ لپیٹ کر اپنے بھائی کی ناک میں دماغ تک گھسیڑ دیا، وہ اٹھ کے بیٹھ گیا، ہوش آ گیا۔ یہ تھا اس کا موتی کا خمیرہ، اور دماغ کی تازگی اور دل بہلانے کا سامان۔

اللہ والوں کی چند روزہ صحبت کا فائدہ

اللہ کی نافرمانی سے دل بہلانے والو! سنو، کسی غلام کو حق نہیں پہنچتا کہ جو مالک کھلائے پلائے، جس نے زمین اور آسمان عطا فرمائے، سورج اور چاند دیا، آکسیجن عطا فرمائی، پیدا کرنے والے ایسے مالک کو ایسے محسن کو ناراض کرنے کا

کسی بندہ کو حق نہیں پہنچتا۔ جبکہ مر کے انہی کے پاس جانا بھی ہے، اگر قبروں میں ویڈیو لے جاسکو، ٹیلی ویژن لے جاسکو، ایئر کنڈیشن لے جاسکو، تو ہم بھی آپ کو اجازت دینے کے لئے تیار ہیں لیکن یہ تمہارا ٹیلی ویژن قبروں میں کام نہیں آسکتا۔ میرے دوستو! پردیس میں آئے ہو، امتحان روم میں ہو، اللہ تعالیٰ کی بندگی کے لئے پیدا ہوئے ہو، ذرا ہوش کی دوا کرو، ان شاء اللہ تعالیٰ چند دن اللہ والوں کی صحبت اختیار کرلو، چند دن کسی بھنگی کو خوشبو کے ماحول میں رکھا جائے، پھر وہ پاخانے کے کنستر کو نہیں اٹھا سکتا، اسے قے ہوجائے گی۔ چند دن اللہ والوں کی صحبت میں رہ لو، پھر یہ ناچ گانا اور ویڈیو اور ٹیلی ویژن کے پروگرام ایسے معلوم ہوں گے جیسے پاخانے میں بیٹھا ہوا ہے، پھر سینما میں نہیں جاسکتا، ہر نافرمانی اس کو پاخانہ معلوم ہوگی۔ چند دن کی صحبت اللہ والوں کی اٹھا کے اپنی زندگی کو صحیح معنوں میں اللہ والی زندگی بنالو، ایک دن ایسا آئے گا کہ ہم لوگ قبروں میں دفن ہوجائیں گے اور ہر شخص کو بزبان حال کہنا پڑے گا۔

شکریہ اے قبر تک پہنچانے والو شکریہ
اب اکیلے ہی چلے جائیں گے اس منزل سے ہم

حضرت والا دامت برکاتہم کی درد بھری فریاد

اور حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب دامت برکاتہم نے الہ آباد میں فرمایا تھا، بہت غضب کا شعر ہے، بہت پیارا بڑی نصیحت کا شعر سنایا۔

مال و اولاد تری قبر میں جانے کو نہیں
تجھ کو دوزخ کی مصیبت سے چھڑانے کو نہیں
جز عمل گور میں کوئی بھی ترا یار نہیں
کیا قیامت ہے کہ تو اس سے خبردار نہیں

دیکھ لو! جوان بھی مر رہے ہیں، ہارٹ اٹیک ہو رہا ہے، بلڈ کینسر میں مبتلا ایک

اٹھارہ سال کا جوان لندن کے اسپتال میں داخل ہے، اس کی ہڈیوں کے گودے میں کینسر ہے، اس کے بھائی نے مجھے بتایا کہ نو لاکھ روپیہ خرچ کر چکا ہوں، ہر مہینہ اس کی ہڈیوں کا گودا مشین سے نکال کر دوسرا گودا چڑھایا جاتا ہے، سوکھتا چلا جا رہا ہے۔ تبلیغی جماعت کے ایک امیر کو اختر نے خود آنکھوں سے دیکھا حیدر آباد میں، ان کے خون میں انفیکشن ہو گیا تو تمام خون نکالا گیا، پھر فلٹر کر کے دوبارہ چڑھایا گیا، آخر کار سوکھ کر چھ مہینہ میں ختم ہو گئے۔

جوانو! اللہ سے بے خوف نہ ہو، موت کو یاد کرو۔ میرا ایک ساتھی، بیس سال کی عمر میں اس کا انتقال ہوا جب میں الٰہ آباد میں پڑھ رہا تھا، بیس سال کا بہت عمدہ جوان، شیروانی پہنے ہوئے، جب جون کی چھٹیوں سے میں اپنے گھر سے آیا تو اس کے گھر کا دروازہ بجایا، ہم دونوں ساتھ کالج جاتے تھے، اس کی اماں سے پوچھا کہ میرا دوست کہاں ہے؟ اس نے کہا جاؤ! قبرستان میں اپنے دوست سے ملو، اب اس کو ملنے گھر نہ آنا۔ یہ ویزا زندگی کا نا قابلِ توسیع ہے اور نا معلوم المیعاد ہے۔ ہوش میں آجاؤ میرے دوستو! جوان ہو یا بوڑھا ہو، اپنے حال پر رحم کر لو۔ اختر تمہارے لئے مر رہا ہے، واللہ! مجھے آج بہت ضعف تھا، میرے معالج ڈاکٹر عبدالسلام صاحب بیٹھے ہیں، کل میں نے ان سے کہا تھا کہ مجھے بہت ضعف ہے لیکن آپ کے اوپر اپنی جان کو فدا کر رہا ہوں۔ کیا آپ ہمیں کچھ معاوضہ دیتے ہیں؟ یہ جتنا مجمع بیٹھا ہے ان سے پوچھو کہ یہ کتنی فیس مجھے دیتے ہیں؟ اللہ کے لئے تمہارے اوپر مر رہا ہوں۔ خدا کے لئے اختر کی بات کو سن لو، آپ کے فائدے کے لئے کہتا ہوں، ہوش میں آجاؤ، اللہ والے بن جاؤ ورنہ قبر میں پچھتاؤ گے، پھر نہ کہنا خبر نہ ہوئی۔ دعا کیجئے اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے، اے اللہ اپنی محبت ہم سب کو نصیب فرما دیجئے، یا اللہ موت کی اور قبر میں جانے کی یاد ہمارے دل میں ڈال دیجئے، اے اللہ دنیا جو

دھوکے کی جگہ ہے،اس کی محبت سے ہمارے قلوب کو پاک فرما دیجئے،اپنے جذب کی شان سے ہماری جانوں کو اپنی طرف جذب فرما لیجیے،دست بکشا جانب زنبیل ما۔اے خدا ہماری زنبیلیں، ہمارے تھیلے اور جھولے خالی نہیں ہیں، گناہوں سے بھرے ہوئے ہیں، ہمارا پیالہ بھی عیب دار ہے اور پیالے میں جو چیزیں بھری ہوئی ہیں وہ بھی سب کنکر پتھر ہیں،آپ کی رحمت سے دو باتوں کی درخواست ہے کہ ہماری زنبیل کو برائیوں سے خالی فرما دیجئے،تزکیہ فرما دیجئے، پھر اچھے اچھے اخلاق،اپنی محبت اور خشیت،زہد اور تقویٰ،اپنے اولیاء کو جو نعمتیں آپ عطا کرتے ہیں ہمیں بھی عطا فرما دیجئے،ہماری طرف اپنے دستِ کرم کو بڑھائیے،ہمیں محروم نہ واپس فرمائیے۔یہ ہاتھ آپ نے ہی بنائے ہیں،آپ کے بنائے ہوئے یہ ہاتھ آپ کے حضور میں اٹھے ہوئے ہیں،آپ ارحم الراحمین ہیں، آپ کریم ہیں، نالائقوں پر فضل کرنے والے ہیں،ہم سب کی نالائقیوں پر فضل فرما دیجئے،اپنی رحمت سے محروم نہ فرمائیے،ہم سب کو اللہ والی زندگی نصیب فرما دیجئے،ہماری غفلت والی زندگی،غفلت کا کینسر،ہماری بے حیائی بے غیرتی بے پردگی،جتنی بھی نافرمانیاں ہیں،ان سے توبہ نصیب فرما دیجئے،اور ہماری زندگی کو اللہ والی زندگی بنا دیجئے۔وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّآ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ بِرَحْمَتِكَ يَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ

مسلمان خواتین کے لئے حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی سنہری نصیحتیں

اے میری ماں بہنو اور بیٹیو! (۱) شوہر کو ناراض مت کرو،اس کے ساتھ بدتمیزی سے زبان مت کھولو ورنہ تمہارا سارا حج،ساری عبادت بے کار ہو جائے گی،اس عورت پر لعنت برستی ہے۔ کبھی غلطی ہو جائے تو معافی مانگ لو اور شوہر کو راضی کرلو (۲) اپنے ماں باپ کے یہاں جا کر اپنے شوہر کی شکایت مت کرو (۳) شوہر کی ناقدری مت کرو،اس کی احسان مند اور شکر گذار رہو،شوہر کا جیسا گھر ہو،جیسا وہ کھلائے پلائے،جیسا پہنائے شکر ادا کرو کہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے،ماں باپ سے جا کر کہو کہ الحمد للہ ہم بہت آرام سے ہیں،اگر کوئی تکلیف بھی

پہنچ جائے تو ماں باپ سے مت کہو، دو رکعت صلوٰۃ حاجت پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے روؤ (۵) یہ بھی خیال رکھو کہ ساس سے مت لڑو ورنہ پھر سوچ لو کہ تمہیں بھی ساس بننا ہے، اگر آج ساس سے لڑو گی تو کل تمہاری بہو تم سے لڑے گی، ساس نے تمہارے شوہر کو بیس پچیس سال پالا ہے، اب اگر تم اس کی بیوی ہو تو اس کے یہ معنی تھوڑی ہیں کہ تم شوہر کے دل میں ماں باپ کی محبت کم کر دو نہیں! ان کی محبت زیادہ بڑھاؤ، اپنے شوہروں کو سمجھاؤ کہ ماں باپ کی عزت کریں، ان کا خیال رکھیں (۶) بہشتی زیور کا ساتواں حصہ بار بار پڑھو، اس سے اخلاق درست ہوں گے، ان شاء اللہ تعالیٰ (۷) اسراف اور فضول خرچی مت کرو (۸) کہیں شادی بیاہ ہو تو شوہر سے یہ مت کہو کہ نیا جوڑا بنوا دو کیونکہ مہینے میں اگر چار شادیاں ہوئیں تو اب بتاؤ! ہر شادی پر شوہر نیا جوڑا کیسے لائے؟ بے چارے پر کتنا بوجھ پڑے گا، اس کو سوچو کہ قیامت کے دن ہماری کیا قیمت لگے گی؟ ذرا اچھے کپڑے پہن لئے، چند عورتوں نے تمہاری تعریف بھی کر دی کہ بڑے اچھے کپڑے پہن کر آئی ہو، بس آپ پھول کر کُپّا ہو گئیں، بندیوں کی تعریف سے تمہیں خوشی ہو جائے اور اس کی فکر نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں، میں کیسی ہوں، جب کہ شان دکھانے کے لئے لباس پہننا اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے۔ اگر شوہر مالدار ہے، تاجر ہے تو یہی پیسہ غریبوں کو دے دو، کسی غریب لڑکی کی شادی میں لگا دو، غریبوں کی مدد کرو، خیرات کرو، کسی مسجد میں لگا دو، مدرسہ میں لگا دو، کوئی مولوی صاحب بے چارے کی بیٹی کی شادی ہے، چند ہزار تنخواہ ہے، اس عالم کی مدد کر دو، یہ پیسہ تمہارے کام آئے گا، یہ تمہاری کرنسی ٹرانسفر ہو جائے گی، قیامت کے دن اس کا تمہیں انعام ملے گا (۱۰) اب ایک بات اور سن لو کہ عورتیں بلاضرورت غیر مردوں سے بات نہ کریں، نہ بلاضرورت اپنی آواز کو غیر مردوں کو سنائیں، نہ اتنا زور سے بولیں کہ محلے والے تک تمہاری آواز سن لیں، اگر ضرورت سے نامحرم سے بات کرنا ہو تو نرم آواز میں بات نہ کریں۔ جب کوئی لڑکی کسی لڑکے کو یا لڑکا کسی لڑکی کو دیکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ یہ دیکھ رہا ہے کہ یہ بے غیرت، بے حیا کیا کر رہے ہیں، حدیث بخاری شریف کی ہے کہ کسی نامحرم کو دیکھنا آنکھوں کا زنا ہے۔ عورتوں کا مردوں کو دیکھنا، لڑکیوں کا لڑکوں کو للچائی ہوئی نظروں سے دیکھنا، یہ آنکھوں کا زنا ہے، ان سے بات چیت کرنا، زبان کا زنا ہے لیکن نفس کیا کہتا ہے کہ ارے! چند دن عیش کر لو، ایسے لوگوں کو قبر میں جانے کے بعد پتا چلے گا کہ اپنی زندگی کہاں ضائع کی۔ (از وعظ حقوق الرجال۔ ۲۶ فروری ۱۹۹۰ء)

ماؤں، بہنوں، بیٹیوں کو حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی نصیحت

عورتوں پر بالوں کا پردہ مرتے دم تک فرض ہے۔ جو عورتیں اتنا باریک دوپٹہ پہن کر نماز پڑھتی ہیں کہ بالوں کی سیاہی باہر سے جھلکتی ہے تو ان کی نماز نہیں ہوتی لہٰذا میری ماؤو، بہنو، بیٹیو! خوب سمجھ لو۔ اگر گرمی کا مہینہ ہے اور موٹے دوپٹے میں آپ کو گرمی لگتی ہے تو نماز کے لئے ایک موٹا دوپٹہ الگ رکھو جو اتنا موٹا ہو کہ جس سے بالوں کی سیاہی باہر سے نہ جھلکے، بس کافی ہے۔ میں نے اپنے گھر میں اپنی اہلیہ، بہو وغیرہ کو بھی یہی بتا رکھا ہے، ان کا نماز کے لئے ایک دوپٹہ کھونٹی پر ٹنگا رہتا ہے جو اتنا موٹا ہوتا ہے کہ جس سے بالوں کی سیاہی نظر نہ آئے، اور ایسا باریک لباس پہننا جس سے کہ سینہ، کمر یا ٹانگیں نظر آئیں حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔ اسی طرح گرمی سے برقع اتار کر پھینک دینا اور چہرہ کھول کر مارکیٹنگ کرنا، یہ عورت کے لئے جائز نہیں ہے۔ جہاں جانا ہو برقع سے جاؤ، بازار سے ضرورت کا سامان اپنے مردوں سے منگوا لو، عورتوں کو بلا ضرورتِ شدیدہ باہر نہیں نکلنا چاہیے۔ اسی طرح دس سال کی لڑکیوں کو ایسے اسکولوں کے لباس میں جو یونیفارم کہلاتے ہیں باہر بھیجنا جائز نہیں ہے۔ حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ لڑکی کو سات سال کی عمر سے پردہ شروع کرائیں، تھوڑا تھوڑا کر کے عادت ڈلوائیں۔ اس کے بعد دس سال کی جب ہو جائے تو بے پردہ بالکل باہر مت نکلنے دو، آئے دن کتنے فتنے ہوتے رہتے ہیں، لڑکیاں اغواء ہو جاتی ہیں، لڑکے مسلمان لڑکیوں کو پھنسا لیتے ہیں، شادیاں کر لیتی ہیں۔ یہ سب بے پردگی کا وبال ہے۔ اگر آپ کے پردہ کرنے سے خاندان میں کوئی ناراض ہو جائے تو ہو جانے دو، بس اپنے اللہ کو راضی رکھو۔ اور مسلمان عورت کی شان کے خلاف ہے کہ ایئر ہوسٹس کی نوکری کرے، شریعت کے حکم کے علاوہ شرافت کے بھی خلاف ہے کہ کوئی شریف زادی ایسی ذلیل ملازمت کرے۔ آہ! جس اسلام نے عورت کو اتنی عزت دی کہ اس کی عصمت کی حفاظت کی خاطر بعض خون کے رشتوں سے بھی پردہ کرایا اور اس کو گھر کی مالکہ بنا کر عزت کے ساتھ بٹھایا، آج اس کے نام لیوا اپنی ماں، بہنوں کو ایئر پورٹوں پر، اسٹیشنوں پر، ہوائی جہازوں میں، ریڈیو پر نامحرموں کے سامنے رسوا کر رہے ہیں۔ ہوائی جہازوں میں ایئر ہوسٹس کا نام دیا لیکن فضائی ماسیاں بنا دیا جو غیر مردوں کی خدمت کرتی ہیں۔ (از وعظ حقوق الرجال۔ ۲۶ فروری ۱۹۹۰ء۔ جنوبی افریقہ)

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ادارۂ تالیفاتِ اختریہ

hazratmeersahib.com